۱۵۳ واں باب

[محرم ۵ ہجری]

عملی منافقین پر زجر و توبیخ

۱۱۵: سُوۡرَۃُ النِّسَآء [۴-۵ والمحصنٰت]

نزولی ترتیب پر ۱۱۵ویں تنزیل، پانچویں پارے میں وارد قرآن مجید کی چوتھی سورت

﴿آیات ۶۰ تا ۱۲۶﴾

- منافقین اللہ کے نہیں، طاغوت کے بندے ہیں
- منافقین کے ساتھ نظر انداز کیے جانے کا برتاؤ
- منافقین بمقابلہ مخلصین
- جنگ اُحد، رجیع اور معونہ کے نقصان کا ازالہ
- ہاتھ روکے رکھو [کُفُّوۡۤا اَیۡدِیَکُمۡ] اور جہاد کرو [کُتِبَ عَلَیۡھِمُ الۡقِتَالُ]
- منافقین کے دل رسالتِ محمدیؐ پر مطمئن نہیں ہیں؛
- منافقین قرآن کے من جانب اللہ ہونے پر بھی شک میں مبتلا ہیں
- مدینہ افواہوں کی ضد میں
- منافقین سے قطع تعلق ضروری نہیں
- دورانِ جنگ منافق مسلمانوں کے قتل کی اجازت
- سلام کرنے والے کو بلا تحقیق کافر نہ کہو
- جہاد پر جانے والے نہ جانے والوں سے یقیناً افضل ہیں
- اُن بد نصیبوں کی موت کا منظر جو غیر اسلامی معاشرہ ترک نہ کر سکے
- صلوۃ الخوف اور صلوۃ القصر
- رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں ایک جھوٹا مقدمہ
- سرگوشیاں اور خفیہ مشاورتیں
- وَمَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الۡھُدٰی
- اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَكَ بِهٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ ﴿۱۱۶﴾
- شیطان کے بندے

۱۵۳واں باب

عملی منافقین پر زجر و توبیخ

[سُوْرَۃُ النِّسَآء آیات ۶۰تا ۱۲۶]

منافقین اللہ کے نہیں، طاغوت کے بندے ہیں:

جنگ احد میں آپ نے دیکھا کہ جب بھگدڑ مچ گئی تو مسلمانوں میں کچھ ایسے بھی تھے جو کہہ رہے تھے کہ چلو عبداللہ بن ابی کے پاس چلیں کہ وہ قریش سے بات چیت کر کے ہمارے معاملات کو ٹھیک کرا دے۔ اللہ اور اُس کے رسولؐ کو چھوڑ کر دوسری طاقتوں کے پاس ہدایت لینے اور اپنے مقدمات کا فیصلہ حاصل کرنے کے لیے جانا طاغوت کے پاس جانا تھا۔ ہر وہ حاکم، حکومت، عدالت، شخصیت طاغوت ہے جو قانونِ الٰہی کے سوا کسی دُوسرے قانون کے مطابق فیصلہ کرے کیوں کہ قرآن تو طاغوت سے بغاوت کا مطالبہ کرتا ہے۔[یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِهٖ......﴿۶۱﴾] اُحد کے بعد منافقین زیادہ شیر ہو گئے تھے اور یہود و قریش کے ساتھ اِن کی گاڑھی چھن رہی تھی اسی اثنا میں بنو نضیر جس ذلت و رسوائی سے اپنے گھروں کو گراتے اور خفت مٹانے کے لیے گاتے بجاتے مدینے سے بھاگے، اُس نے اِن منافقوں کو کچھ ٹھنڈا کیا اور چپ کرایا۔ مگر یہ اندر ہی اندر سلگتے رہے اور تاایں دم امت مسلمہ میں یہ کلمہ گو منافقین اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ اِن منافقین کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ قرآن کی اپنی من مانی تاویلیں کرنا چاہتے ہیں لیکن رسول اکرم ﷺ کی زندگی کی نظیریں اور صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کی راہ سنت کو واضح کر دینے والی تاریخ اِن کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں، جس وقت قرآن روح الامینؑ لے کر اُتر رہے تھے اُس وقت بھی اُن پر نماز، روزے اتنے بھاری نہیں تھے جتنا رسول اللہ ﷺ کی مجاہدانہ زندگی کے اُسوے کو اختیار کرنا اور آپ کی اطاعت کرنا چناں چہ کہا گیا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ...﴿۶۴﴾ ہم نے، جو بھی رسول بھیجا، وہ ہماری اسی سندِ اجازت سے آیا کہ اُس کی اطاعت کی جائے؛ پس خالقِ ارض و سما کی جانب سے رسُول اس لیے نہیں آتا کہ بس اس کا کلمہ حلق سے درست کر کے پڑھ لو اور پڑھاتے رہو اور پھر اطاعت جس کی دل چاہے کرتے رہو!

منافقین کے ساتھ نظر انداز کیے جانے کا برتاؤ کیا جائے:

قرآن مجید کی یہ آیات اور رسول اللہ ﷺ کا ابن ابی کے ساتھ روّیہ [صفحہ ۳۲۳ کی آخری سطور دیکھیے] اور برتاؤ قیامت تک

کے لیے اہلِ ایمان کو منافقین کے طریقۂ واردات پر بڑی ہی گہری بصیرت مہیا کرتا ہے اور ساتھ ہی اُن سے معاملہ (deal) کرنے کی بھی بڑی ہی عمدہ نصیحت ملتی ہے کہ اِن کو برملا کاٹ کر نہیں پھینک دو، احتیاط کے ساتھ اِن سے معاملہ کرو اِن سے ہشیار رہتے ہوئے درگزر کا معاملہ کرو وگرنہ بے تدبیری سے اقامت دین کے سارے کام کا ستّیاناس ہو جائے گا۔ کہا گیا: فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَ عِظۡهُمۡ وَ قُلۡ لَّهُمۡ فِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ قَوۡلًۢا بَلِیۡغًا ﴿۶۳﴾ ان کو زیادہ نہ چھیڑو، انھیں نرمی سے سمجھاؤ اور ایسی پُردلیل و بلیغ بات کرو جو ان کے دلوں کو چھولے۔

قارئین کو یاد ہو گا کہ غزوہ احد کے بعد جب پہلا جمعہ آیا اور بن اُبی نے اپنے رٹے رٹائے جملے اپنے مقام خاص سے کہنے چاہے تو اس کے دائیں بائیں بیٹھے انصاری صحابہ نے اُسے اپنے ہاتھوں جکڑ لیا اور زور سے دبا کر یہ کہتے ہوئے بٹھا دیا کہ او اللہ کے دشمن، بیٹھا رہ جو کچھ تو کر چکا ہے اس کے بعد تو یہ سب کچھ کہنے کے قابل نہیں رہا۔ اپنی اس 'عزت افزائی' پر ابن ابی مسجد کی صفوں میں سے الٹا سیدھا راستہ بناتا ہوا باہر چل دیا دروازے پر ایک صحابی نے اُسے کہا واپس جاؤ اور رسول اللہؐ سے مغفرت کی درخواست کرو لیکن ابن ابی نے کہا واللہ میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ بھی نام نہاد کلمہ گو مسلمانوں کی مغفرت نہیں کرنا چاہتا۔ اِس واقعے کو ذہن میں رکھیے اور آنے والی آیات [وَ لَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا .... وَ یُسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۶۵﴾] کو سوزِ دل کے ساتھ تلاوت فرما جائیے۔ منافقین کے روّیے اور کیفیات بتا کر اہلِ ایمان کو آگاہ کرنے کے بعد بتایا جا رہا ہے کہ اِن کی ایمانی حالت دیکھو اور اِن کی باتیں دیکھو، اگر اِن سے جان دینے یا ہجرت کا مطالبہ کیا جائے تو یہ فوراً بھاگ کھڑے ہوں گے۔ کاش، اگر اللہ اور رسول کی نصیحتوں پر کان دھرتے تو ان کے لیے کتنا بہتر ہوتا۔ اللہ کے فضل سے اُن کے سامنے زندگی کی سعی وجہد کا راستہ متعین ہو جاتا اور انھیں ہدایت مل جاتی کہ وہ اپنی صلاحیتیں، وسائل، اوقات اور تمنائیں کس رخ پر لگائیں، یہ نہ کافروں میں رہے نہ مسلمانوں میں!

منافقین بمقابلہ مخلصین: کہا جا رہا ہے کہ جو اللہ اور رسُول کی اطاعت کرے گا وہ صدّیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہو گا۔ صدّیق وہ ہیں جو حق کی حمایت کرتے ہیں اور اِس کے مخالفین کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو جاتے ہیں، جن کی صداقت اور حق کی حمایت ہر شبے سے بالاتر ہوتی ہے، شہید وہ شخص ہے جو اپنے ایمان کی صداقت پر اپنی زندگی کے پُورے طرزِ عمل سے شہادت دے۔ اسی لیے جو جان دے کر حق کی گواہی دیتا ہے وہ اصلی شہید ہوتا ہے۔ لیکن جو اپنی زندگی میں اس شہادت کے اعلیٰ ترین مرتبے پر پہنچ جائیں وہ زندہ شہید ہوتے ہیں جیسے انبیاء علیہم السلام کا معاملہ ہوتا ہے، سعد بن ابی وقاصؓ کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کسی کو زندہ شہید کو دیکھنا ہے تو وہ انھیں دیکھ لے، صالح وہ لوگ ہیں جو اپنے عقائد، نیتوں، عزائم اور اپنے اقوال وافعال میں ساری زندگی اچھے اور برے ہر حال میں نیکی پر قایم رہتے ہوں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ
اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ
قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى
الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ
وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ
بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى
مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ
الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۚ
﴿۶۱﴾ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ
بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ
يَحْلِفُوْنَ ۖۗ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّ
تَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ
اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ
عِظْهُمْ وَ قُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ
بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾ وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ
اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ
تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا
يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ
بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا
تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾

اے نبیؐ! تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم ایمان لائے ہیں اُس پر جو تمھاری طرف نازل ہوا ہے اور اُس پر جو کچھ تم سے پہلے نازل کیا گیا تھا، مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لیے؛ طاغوت کی طرف رُجوع کریں، حالاں کہ انھیں طاغوت سے بغاوت کا حکم دیا گیا تھا۔ شیطان چاہتا ہے کہ انھیں نہایت دور کی گم راہی میں ڈال دے ○ اور اِن سے جب کبھی کہا جائے کہ آؤ اللہ کے نازل کردہ کلام کی طرف اور اُس کے رسولؐ کی طرف تو آپ دیکھ لیں گے کہ یہ منافقین تم سے صاف کترا جاتے ہیں ○ پھر اس وقت کیا منظر ہوتا ہے، جب خود اپنے ہاتھوں کیے ہوئے اعمال کی بدولت کوئی مصیبت اِن پر آپڑتی ہے؟ اُس وقت یہ تمھارے پاس آکر قسمیں کھاتے ہیں کہ واللہ ہم نے تو صرف بہتری اور سازگاری چاہی تھی ○ یہی وہ گروہ ہے، اِن کے دلوں کے فساد سے اللہ خوب واقف ہے۔ ان کو نہ چھیڑو، انھیں سمجھاؤ اور ایسی بلیغ بات کرو جو ان کے دلوں کو چھو لے ○ ہم نے جو بھی رسول بھیجا، ہماری اسی سندِ اجازت سے آیا کہ اُس کی اطاعت کی جائے۔ اُنھوں نے اپنی جان پر ظلم کیا، تو تمھارے پاس آجاتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی اِن کے لیے اللہ سے معافی کی سفارش کرتا، تو یقیناً اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاتے ○ نہیں، تیرے رب کی قسم اِن کا ایمان کبھی معتبر ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ اپنے جھگڑوں میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا تسلیم نہ کرلیں، پھر جو کچھ بھی تم فیصلہ کردو اُس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور سرِ تسلیم خم کردیں ○

اے نبیؐ! تم نے اُن نام نہاد مسلمان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم ایمان لائے ہیں اُس کتاب میں مرقوم پر جو تمھاری طرف نازل ہوا ہے اور اُس پر جو اُن کتابوں میں مرقوم ہے جو کچھ تم سے پہلے نازل کیا گیا تھا، مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لیے اللہ اور اُس کے رسول کو چھوڑ کر اللہ کے باغی ابلیس کی ذرِیت کی عدالت؛ طاغوت کی طرف رُجوع کریں، حالاں کہ انھیں اللہ سے باغی طاغوت سے بغاوت کا حکم دیا گیا تھا۔ شیطان چاہتا ہے کہ انھیں نہایت دور کی گم راہی میں ڈال دے۔ اور اِن نام نہاد مسلمانوں سے جب کبھی کہا جائے کہ آو اللہ کے نازل کردہ کلام کی طرف اور اُس کے رسولؐ کی طرف تو آپ دیکھ لیں گے کہ یہ منافقین تم سے صاف کتراجاتے ہیں۔

پھر اس وقت اِن کی بدحواسی کا کیا عجب منظر ہوتا ہے، جب خود اِن کے اپنے ہاتھوں کیے ہوئے اعمال کی بدولت کسی چکر میں آجاتے ہیں اور کوئی مصیبت اِن پر آپڑتی ہے؟ اُس وقت یہ تمھارے پاس آکر قسمیں کھاتے ہیں کہ وَاللہ ہم نے تو صرف بہتری اور سازگاری چاہی تھی۔ یہی وہ گروہِ منافقین ہے، اِن کے دلوں کے عناد اور فساد کے ارادوں سے اللہ خوب واقف ہے جسے وہ گاہے بگاہے اپنے فضل سے تم کو بتاتا اور واضح کرنے کی سبیل پیدا کرتا رہتا ہے۔ ان کو زیادہ نہ چھیڑو، انھیں نرمی سے سمجھاؤ اور ایسی پُردلیل نصیحت و بلیغ بات کرو جو ان کے دلوں کو چھولے۔ لوگوں کو بتاؤ کہ رسولؐ اللہ کو قابلِ اطاعت اور معاملات میں فیصلہ کن حجّت نہ جاننا بڑی نادانی اور سفاہت ہے۔ ہم نے جب بھی اور جو بھی رسول بھیجا، ہماری اسی سندِ اجازت و سفارت و حکم سے انسانوں کے پاس آیا کہ اُس کی بلاچون وچرا کامل اطاعت کی جائے۔

کیا ہی مناسب اور بہتر ہوتا کہ رسول اللہؐ کی عدالت کو چھوڑ کر جب بھی انھوں نے کہیں اور سے فیصلہ چاہنے کی خطا کی ہوتی اور جوں ہی فضلِ ربّی سے اِس کا احساس ہو جاتا کہ انھوں نے ایسا کرکے اپنی جان پر ظلم کیا، تو تمھارے پاس آجاتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی اِن کے لیے اللہ سے معافی کی سفارش کرتا، تو یقیناً اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔ نہیں، اے پیارے رسولؐ! تیرے رب کی قسم اِن کا ایمان کبھی معتبر ہی نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے جھگڑوں میں یہ تم کو آخری فیصلہ کرنے والا نہ تسلیم کرلیں، پھر جو کچھ بھی تم فیصلہ کردو چاہے وہ اُن کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اُس پر بالکل بُرا نہ مانیں اور اپنے دلوں تک میں کوئی تنگی نہ محسوس کریں اور سرِ تسلیم خم کردیں۔

وَ لَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ
اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا
قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا
يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَشَدَّ
تَثْبِيْتًا ﴿٦٦﴾ وَّ اِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ
اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٦٧﴾ وَّ لَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا
مُّسْتَقِيْمًا ﴿٦٨﴾ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ
الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ
الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ
رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى
بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿٧٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ٩٧
خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا
جَمِيْعًا ﴿٧١﴾ وَ اِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ
فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ
اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿٧٢﴾
وَ لَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ
كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ
يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا
عَظِيْمًا ﴿٧٣﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ
وَ مَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ
يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٧٤﴾

اگر ہم نے انھیں حکم دیا ہوتا کہ اپنے آپ کو قتل کرلو یا اپنے گھروں کو چھوڑ دو تو ان میں سے کم ہی لوگ اس پر عمل کرتے۔ حالاں کہ جو بھی ہدایت انھیں کی جاتی ہے اگر یہ اس پر عمل کرتے تو یہ ان کے لیے زیادہ بہتری اور ایمان کی مضبوطی اور ثابت قدمی کا موجب ہوتا ○ اور جب یہ ایسا کرتے تو ہم انہیں اپنے خزانۂ خاص سے اجر عظیم دیتے اور ان کو سیدھا راستہ دکھا دیتے ○ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ انبیاء اور صدّیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے، کیا ہی اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسّر آجائیں ○ یہ اصلی کامیابی جو اللہ کی عنایت سے ملتی ہے اور بس اللہ ہی کا علم کافی ہے ○ ٩٧

اے ایمان والو، اپنے ہتھیار سنبھالو اور دستوں میں یا اکٹھے نکلو ○ اور یقیناً تم میں ایسے بھی ہیں جو تاخیری حربے استعمال کرتے ہیں۔ پھر اگر جنگ میں تم کو کوئی گزند پہنچ جائے تو کہتا ہے اللہ نے مجھ پر بڑا کرم کیا کہ میں اِن لوگوں کے ساتھ نہ تھا ○ اور اگر اللہ کی طرف سے تم کو فضل حاصل ہو تو گویا کہ تمھارے اور اس کے درمیان کوئی دوستی ہی نہیں تھی کہتا ہے کہ اے کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی کامیابی حاصل کرتا ○ اللہ کی راہ میں تو بس اُن لوگوں کو لڑنا چاہیے جو آخرت کے بدلے دُنیا کی زندگی کو فروخت کردیں، جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر چاہے مارا جائے یا غالب آئے اُسے ہم اجرِ عظیم ضرور عطا کریں گے ○

ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ کے ہر حکم کی بلا چون وچرا تعمیل کی جائے، مگر نام نہاد مسلمانوں کا معاملہ یہ ہے اگر ہم نے انھیں حکم دیا ہوتا کہ اپنے آپ کو قتل کر لو یا اپنے گھروں کو چھوڑ دو اور کہیں ہجرت کر جاؤ، جیسا کہ مومنین و صادقین نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی ہے تو ان میں سے کم لوگ ہی اس پر عمل کرتے۔ حالاں کہ جو بھی ہدایت انھیں کی جاتی ہے اگر یہ اس پر عمل کرتے تو یہ ان کی دنیا اور آخرت کے لیے زیادہ بہتری اور ایمان کی مضبوطی اور ثابت قدمی کا موجب ہوتا۔ اور جب یہ ایسا کرتے تو ہم انہیں اپنے خزانۂ خاص سے اجرِ عظیم دیتے اور ان کی طبیعت و فطرت کو سیدھا راستہ دکھا دیتے۔

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ دنیا میں اُن لوگوں کے رستے پر اور آخرت میں جنتوں میں، اُن کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدّیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے، کیا ہی اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسّر آ جائیں۔ یہ زندگی کا حاصل ہے اور اصلی کامیابی جو اللہ کی عنایت سے ملتی ہے اور اس کا استحقاق جاننے کے لیے بس اللہ ہی کا علم کافی ہے۔ ۹۶

اے ایمان والو، اپنے ہتھیار سنبھالو اور مقابلہ کے لیے ہر وقت تیار رہو، پھر مختلف مواقع پر جیسی تمھیں ہدایت دی جائے اُس کے مطابق الگ الگ دستوں میں یا اکٹھے ہو اور ایک بڑی فوج بن کر نکلو۔ اور یقیناً تم میں ایسے بھی ہیں جو جنگ پر جانے کے موقع پر ٹال مٹول اور تاخیری حربے استعمال کرتے ہیں اور قتال پر جانے سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ پھر اگر جنگ میں تم کو کوئی گزند پہنچ جائے تو کہتا ہے اللہ نے مجھ پر بڑا کرم کیا کہ میں اِن لوگوں کے ساتھ نہ تھا، اور اگر اللہ کی طرف سے تم کو فتح نصیب ہو اور مالِ غنیمت کی شکل میں فضل حاصل ہو تو مومنوں کی فتح پر چہ جائیکہ خوشی مناتا اور مبارک سلامت کی صدا دیتا، فتح و نصرت کی خبر سن کر یہ حسرت و یاس گویا کہ تمھارے اور اس کے درمیان کوئی رشتۂ محبّت ہی نہیں تھا۔ کہتا ہے کہ اے کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی کامیابی حاصل کرتا۔ اہلِ ایمان کی فوج میں تو کجا مسلمانوں کی صفوں اور رجسٹروں میں بھی ایسے لوگوں کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اللہ کی راہ میں تو بس اُن مخلص لوگوں کو لڑنا چاہیے جو آخرت کے بدلے دُنیا کی زندگی کو اللہ کے ہاتھوں فروخت کر دیں، پھر ایسے مجاہدین میں سے جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر چاہے مارا جائے یا غالب آئے اُسے ہم اجرِ عظیم ضرور عطا کریں گے۔

چشمِ تصور سے ذوالقعدہ ۴ ہجری کے وسط میں مدینے میں پہنچ جایئے، جہاں اپنے نبیؐ کی قیادت میں اہلِ ایمان غزوہ بدرِ ثانیہ سے عزت وافتخار اور تجارتی فایدوں کو حاصل کر کے واپس لوٹے ہیں، بہانوں سے پیچھے رہ جانے والے اب اِن کامیاب و کامران اور مال واسباب لے کر آنے والوں سے مارے حسد کے مرے جا رہے ہیں۔اِن منافقین کو غور سے دیکھیے جو دینِ اسلام کے قیام کے ہر کام سے جی چرانے والے اور ہر کام میں روڑے اٹکانے والے ہیں، اور اگر کہیں سے کوئی فایدہ اور غنیمت حاصل ہو تو کسی طور اُس میں سے اپنا حصہ طلب کرنے والے اور آگے بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے والے ہیں، مخلص اہلِ ایمان پر طعنے بازی کرنے والے، اُن کو قائد ورہنما کا غلام اور اپنے آپ کو دانش ور اور قیادت کا اصلی حق دار جاننے والے ہیں۔

جنگ اُحد، رجیع اور معونہ کے نقصانات کا ازالہ: پچھلے مہینوں میں جنگ اُحد، رجیع اور معونہ میں جو زخم مسلمانوں کو لگے تھے وہ بنو نضیر اور بدرِ ثانیہ نے اور بدّوؤں کے خلاف متعدد کامیاب مہمات نے نہ صرف بھر دیے تھے بلکہ مسلمانوں کی عزت اور اُن کے رعب داب کو احد سے پہلے والی شان و عزت سے بہتر مقام پر پہنچادیا تھا۔ اب اُن کا اللہ انھیں پکار رہا ہے کہ وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ .... ﴿۷۵﴾ مکے میں جو بے بس مرد، عورتیں اور بچّے جو کمزور پا کر دبا لیے گئے ہیں، اُن کے حامی و مددگار بن جاؤ اور حرم پر ناجائز قابضین کے پنجہ استبداد سے اُن کو بچاؤ کہ یہ اللہ کا قطعی فیصلہ ہے کہ اُس کے دین کے بتائے ہوئے قانون و تمدن کو رائج ہو کر رہنا ہے، اُس کی راہ میں لڑنا اور جدوجہد کرنا، اقامتِ دین کے لیے اُٹھنا مخلص اہلِ ایمان کا کام ہے؛ رہے وہ جو نام کے مسلمان یعنی منافق، وہ یہ کام نہیں کریں گے اور طاغوت کی راہ میں اس غرض کے لیے لڑنا کہ اللہ کی بنائی ہوئی زمین پر اللہ کے باغیوں کا راج ہو، یہ کافروں کا کام ہے اور جعلی مسلمانوں کا کام اُن کا ساتھ دینا اور اُن کی چاکری کرنا ہے۔ آنے والی آیاتِ مبارکہ میں اس مضمون کو برملا و بے حجاب پڑھیے۔اِن آیات سے پہلے بھی دَورِ نبوت میں منافقین کو چڑ تھی اور آج بھی اِن کو قرآن کی یہ آیات نہیں بھاتی ہیں۔

ہاتھ روکے رکھو [كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ] اور جہاد کرو [كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ]

اللہ شیطان اور اُس کے ساتھیوں سے لڑنے کے لیے ابھارتا ہے اور کہتا ہے کہ بظاہر شیطان اور اس کے ساتھی بڑی منصوبہ بندی، تیاریوں اور دھوم دھام سے اُٹھتے ہیں، لیکن اہلِ ایمان کو نہ اُن سے اور نہ ان کی چالوں سے ڈرنا ہے کیوں کہ اللہ نے شیطانوں کے لیے ناکامی کو مقدر کیا ہے۔

اس آیہ کا ایک بڑا مفہوم اور تفسیر جو بے شمار لوگ بیان کرتے آئے ہیں کہ مکے میں ہاتھ روکے رکھو کا حکم تھا

اور جب بھی ظالموں کے خلاف تلوار اُٹھانے کی اجازت چاہی جاتی تھی تو نماز اور زکوٰۃ کی ہدایت کی جاتی تھی اب جب مدینے میں آکر تلوار اُٹھانے کا حکم دیا گیا تو کافروں سے اس طرح ڈر رہے ہیں جس طرح اللہ سے ڈرنا چاہیے، اور کہتے ہیں: یا اللہ! یہ ہم پر قتال کیوں فرض کر دیا؟ مہاجرین تو مہاجرین مخلص انصار میں بھی کوئی ایک ایسا نہ تھا جس نے ایسا کہا ہو! یہ ساری بات مدینے کے اُن نام کے مسلمانوں کی تھی جو شعوری طور پر مسلمان نہیں ہوئے تھے بلکہ سارا مدینہ اور سارا خاندان ایمان لا رہا تھا تو وہ بھی دیکھا دیکھی فایدے سمیٹنے کے لیے مسلمان ہو گئے جس طرح پیدائشی مسلمان اکثر اوقات شعوری طور پر ایمان کو قبول نہیں کرتے اور جب بھی دو ٹکے کے فایدوں کی خاطر یا نفسانی اور حیوانی خواہشوں کے زیرِ اثر شیطان کے پیچھے چل کر برے سے برا کام کرنے کا موقع ملتا ہے تو نہ اللہ یاد رہتا ہے نہ قرآن کی تعلیمات اور اُن کا رسولؐ اللہ پر ایمان لانا اور مسلمان ہونا اور مرنے کے بعد اللہ کے حضور حاضری، کچھ یاد نہیں رہتا۔ چناں چہ ایسے ناب کار مسلمانوں کے لیے کہا گیا:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً .... ﴿۷۷﴾ یہ دورِ نبوت میں مدینے کے غیر شعوری مسلمانوں کی بات ہو رہی ہے جنھیں منافقین کہا گیا ہے۔ اِن لوگوں کی تلوار، اسلام سے قبل لوٹ کھسوٹ اور نفسانی لڑائیوں کے لیے ہر وقت بے نیام رہتی تھی۔ اسلام نے انھیں تعلیم دی کہ اِس خوں ریزی اور لوٹ مار سے ہاتھ روک لو "كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ" اور اُن کے تزکیے اور تربیت کے لیے نماز اور زکوٰۃ کے لیے کہا گیا تھا۔ پھر بھی وہ اسلام سے اپنی محبت اور بڑائی جتانے کے لیے گاہے بگاہے کفار کے خلاف جنگ کی بات کرتے رہتے تھے تو انھیں ہاتھ روکے رکھنے ہی کا حکم دیا جاتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے تلوار اُٹھانے کا حکم دیا تو وہ لوگ جو لوٹ مار میں بڑے بہادر تھے کہ کم زوروں پر ظلم ڈھاتے تھے، عرب کے جنگ آزما سورماؤں سے ٹکرانے کے تصور ہی سے ڈر گئے۔ اِن منافقین سے دو باتیں کہی گئیں:

۱. اوّل یہ کہا اگر تم دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور اس مقصد کے لیے جانفشانی دکھاؤ تو یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ کے ہاں تمھارا اجر ضائع ہو جائے۔

۲. دوم یہ کہا گیا کہ جب خود اپنی غلطیوں کے سبب کہیں شکست ہوتی ہے تو سارا الزام نبیؐ کے سر تھوپ کر کیوں بَری الذِمّہ ہوتے ہو، مگر جب مالِ غنیمت ملتا ہے تو اسے اللہ کا فضل کہتے ہوئے فراموش کر دیتے ہو حالاں کہ اللہ نے اُن پر یہ فضل اپنے نبیؐ ہی کے ذریعہ سے فرمایا ہے۔

وَ مَا لَکُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ
الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ
الْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ
ھٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَھْلُھَا ۚ وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ
لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۚۙ وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ
نَصِیْرًا ﴿۷۵﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰہِ ۚ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ
سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْۤا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ ۚ
اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ كَانَ ضَعِیْفًا ﴿۷۶﴾ اَلَمْ تَرَ ۱۰۶
اِلَى الَّذِیْنَ قِیْلَ لَھُمْ كُفُّوْۤا اَیْدِیَكُمْ وَ
اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ
عَلَیْھِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ یَخْشَوْنَ
النَّاسَ كَخَشْیَةِ اللّٰہِ اَوْ اَشَدَّ خَشْیَةً ۚ وَ قَالُوْا
رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنَاۤ
اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ۚ وَ
الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۫ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ
فَتِیْلًا ﴿۷۷﴾ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ
الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ ؕ وَ اِنْ
تُصِبْھُمْ حَسَنَةٌ یَّقُوْلُوْا ھٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ ۚ
وَ اِنْ تُصِبْھُمْ سَیِّئَةٌ یَّقُوْلُوْا ھٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ
قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ ؕ فَمَالِ ھٰۤؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا
یَكَادُوْنَ یَفْقَھُوْنَ حَدِیْثًا ﴿۷۸﴾

آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اُن کم زور و بے بس مردوں، عورتوں اور بچّوں کے واسطے قتال کے لیے نہیں نکلتے جو فریاد کر رہے ہیں کہ بارِ الٰہا، ہم کو اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں، اور ہمارے لیے اپنے پاس سے مددگار بھیج دے ○ جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں، اس کے برخلاف جو کفر پر جم گئے ہیں، وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں پس شیطان کی فوج سے قتال کرو اور بے شک شیطان کی چالیں نہایت کم زور ہیں ○ ۱۰۶ تم نے اُن لوگوں کے روّیے پر بھی غور کیا کہ جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو؟ اب جو اُن پر قتال فرض کیا گیا ہے تو ان کا ایک گروہ لوگوں سے اس طرح ڈرتا ہے جس طرح اللہ سے ڈرنا چاہیے، یا اس سے بھی کچھ زیادہ۔ کہتے ہیں: یا اللہ! یہ ہم پر قتال کیوں فرض کر دیا؟ ہمیں ابھی کچھ اور مہلت کیوں نہ دی؟ ان سے کہہ دو، دنیا میں میسّر پونجی تھوڑی ہے، اور جس نے تقوے کو اختیار کیا اُس کے لیے آخرت زیادہ بہتر ہے، اور تمھاری ذرّہ برابر بھی حق تلفی نہ ہوگی ○ رہی موت، تو جہاں کہیں بھی تم ہو وہ بہر حال تمھیں آدبوچے گی خواہ تم کیسے ہی مضبوط قلعوں میں ہو۔ اِن کو اگر کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے، اور اگر کوئی گزند پہنچ جائے تو کہتے ہیں یہ تمھاری بدولت ہے۔ کہو، ہر چیز اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات سمجھنے کے قریب نہیں پھٹکتے! ○

اور تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں دبائے گئے اُن کم زور و بے بس مردوں، عورتوں اور بچّوں کی آزادی اور بازیابی کے واسطے قتال کے لیے نہیں نکلتے جو فریاد کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم کو اس بستی سے نکال جس کے مقتدر لوگ مشرک و ظالم ہیں، اور ہمارے لیے اپنے پاس سے مددگار بھیج دے۔

جو لوگ اللہ کے رسولؐ کی پکار پر ایمان لائے ہیں وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں، اس کے برخلاف جو ابلیس کے جھنڈے تلے نفس کی بندگی میں کفر پر جم گئے ہیں، وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں پس طاغوتِ اعظم، شیطان کی فوج سے قتال کرو اور بے شک شیطان کی چالیں حقیقت میں نہایت کمزور ہیں۔ ۱۰۶

تم نے اُن بڑھ بڑھ کر بولنے والے لوگوں کے روّیے پر بھی غور کیا کہ جب سارے اہلِ ایمان کے ساتھ جن سے کہا گیا تھا کہ ابھی اہلِ مکہ پر چڑھائی کرنے کی باتیں نہ کرو اور جنگ سے اپنے ہاتھ روکے رکھو اور اپنے تزکیے کے لیے نماز قائم کرو اور اللہ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ دو؟ اب جو اُن پر قتال فرض کیا گیا ہے تو ان بڑھ بڑھ کر بولنے والوں کا ایک گروہ دشمن کی طاقت اور اُن کے لوگوں سے اس طرح ڈرتا ہے جس طرح اللہ سے ڈرنا چاہیے، یا اس سے بھی کچھ زیادہ۔ چہروں سے عیاں ہے کہ کہتے ہیں: یا اللہ! یہ ہم پر قتال کیوں فرض کر دیا؟ ہمیں ابھی کچھ اور مُہلت کیوں نہ دی؟ ان سے کہہ دو، کتنا ہی جوڑ لو اور کتنا ہی بچا بچا کے رکھ لو دنیا میں میسّر وقت اور مال و دولت کی پونجی تھوڑی ہے، اور جس نے تقوے کو اختیار کیا اور شہادت کی تمنا رکھتا ہے وہ اِس حقیقت کو جانتا ہے کہ اُس کے لیے دنیا کی پونجی کے مقابلے میں آخرت میں ملنے والی عیش و عشرت والی کبھی ختم نہ ہونے والی زندگی بدرجہا زیادہ بہتر ہے، اور وہاں تمھاری ذرّہ برابر بھی حق تلفی نہ ہو گی۔ رہا تمھارا جنگ میں موت کا خوف تو موت سے تو کوئی بچ نہیں سکتا، جہاں کہیں بھی تم ہو وہ بہر حال تمھیں آدبوچے گی خواہ تم کیسے ہی مضبوط قلعوں میں چھپے ہوئے ہو۔ اِن جہاد سے خوف زدہ منافقین کا طریقۂ واردات یہ ہے کہ رسول اللہؐ اور صحابہ کے ساتھ چلتے ہوئے اگر کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے، اور اگر کوئی گزند پہنچ جائے تو کہتے ہیں اے محمدؐ یہ تمھاری بدولت ہے۔ کہو، ہونے والی ہر چیز اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ آخر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات سمجھنے کے قریب نہیں پھٹکتے!

منافقین کے دل رسالتِ محمدیؐ پر مطمئن نہیں ہیں: جو آیات ابھی گزر چکی ہیں وہ اس پر شاہد ہیں کہ جس وقت یہ آیات نازل ہو رہی تھیں منافقین کا اصل روگ یہ تھا کہ وہ اللہ کی راہ میں قتال کے لیے، کلمۃ اللہ کی

سربلندی اور اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ اُس سر گرمی اور جانفشانی سے نہیں دے پا رہے تھے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ خود اور آپؐ کے مخلص رفقاء دے رہے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ منافقین کی اس بیماری کی تشخیص یہ فرماتے ہیں کہ اُن کے دل رسالتِ محمدیؐ پر مطمئن نہیں ہیں، اس بیماری کے علاج کے لیے اللہ کا مختصر فرمان یہ ہے کہ "تمھاری رسالت پر ہماری گواہی کافی ہے"۔ دورِ حاضر میں بھی اور مسلمانوں کی پوری تاریخ میں انحطاط اور زوال کی وجہ یہی رہی ہے کہ سوائے وضع قطع، لباس اور چند فروعی مسائل کے مسلمانوں کے رہ نماؤں کو رسول اکرم ﷺ کی زندگی کا یہ سر گرم پہلو نظر ہی نہیں آتا۔ اِن کے اندازِ بود و باش، تدریسی سر گرمیوں اور دیگر دلچسپیوں سے ایسا لگتا ہے کہ جس نبی کی سنت پر چلنے کا یہ دم بھرتے ہیں وہ صرف کچھ وظیفے پڑھانے، ایک مولویانہ وضع قطع بنانے اور مناظرے کرانے آیا تھا۔ نتیجہ اس کا یہ نکلتا ہے کہ زمین پر اسلام کے غلبے کے لیے منافقین کو اب اپنا نفاق چھپانا نہیں پڑتا مسلمانوں کو معلوم ہی نہیں کہ یہ کوئی کرنے کا کام ہے کہ جس کے نہ کرنے اور جی چرانے پر قرآن نفاق کا حکم لگاتا ہے۔ جب امت مسلمہ کی ۹۵ فی صد سے زائد آبادی اپنی زندگیوں میں نفاق اور دو رنگی کا شکار ہو جائے تو کہاں سے آئے صدا الاالٰہ الا اللہ! منافقین کی شرارتوں، باتیں بنانے اور مخلصین کو گم راہ کرنے کے جواب میں اللہ اپنے اس فرمان سے رسول کو مطمئن کرتا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ یعنی 'جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے روگردانی کی تو بہر حال ہم نے تمھیں ان پر نگراں بنا کر تو نہیں بھیجا ہے۔' تمھارا یہ کام نہیں ہے کہ زبردستی اِن منافقین کو بھی اُسی جہادی اور سر گرم اصلاحی جدوجہد میں لگا دو جس میں تم اور تمھارے دوست لگے ہیں تم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ یہ لوگ کیوں نافرمانی کرتے تھے۔

منافقین قرآن کے من جانب اللہ ہونے پر بھی شک میں مبتلا ہیں: دورِ نبوت میں محمد عربی ﷺ کے اللہ کے نمائندے ہونے پر تشکیک کے علاوہ نفاق زدہ مسلمانوں کی بداطواریوں میں قرآن کے من جانب اللہ ہونے میں شک کو بھی ایک بڑا دخل ہوتا تھا، اور آج بھی ایسا ہی ہے۔ چناں چہ منافقانہ روش پر ٹوکنے کے بعد مسلمان ہوتے ہوئے باطل کی ہم نوائی کی وجہ اللہ تعالیٰ یہ بتاتے ہیں کہ لوگ قرآن پر غور ہی نہیں کرتے، وگرنہ یہ کلام خود شاہد ہے کہ یہ خالقِ کائنات کے علاوہ کسی اور کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔ کوئی انسان یہ معجزہ نہیں دکھا سکتا کہ برس ہا برس زمان و مکاں کے اختلاف اور بدلتے ہوئے حالات میں، اس کی تمام باتوں میں کوئی اختلاف نہ ہو جس میں بولنے والے کی صحت، غم و خوشی، کام یابی اور ناکامی کا کوئی رنگ نہ ہو، جن پر کبھی نظرثانی کی ضرورت نہ پیش آئے، جس کی ادنیٰ سی

ایک مثال یہ ہے کہ طائف میں مشرکین نے جو بد سلوکی کی اور لفنگوں کی ٹیم نے جس طرح پتھراؤ کر کے آپ کو دوڑایا اور زخمی کیا، اسی سفر کے دوران نازل ہونے والے قرآن مجید میں لگتا ہی نہیں کہ آپ کسی آزمائش سے دوچار ہیں۔ اسی طرح قرآنِ مجید میں آپؐ کے مہمان کو ایک صحابی کا چراغ بجھا کر اپنے گھر میں اندھیرے میں کھانا کھلانے کی تعریف تو مذکور ہے لیکن، سانحاتِ رجیع و بئرِ معونہ اور خبیب اور زید رضی اللہ عنہما کی شہادتوں کا کوئی ذکر نہیں جب کہ آپ اِن واقعات پر اتنے رنجیدہ اور قاتلین پر اتنے زیادہ غضب ناک تھے کہ اُن کے لیے ایک ماہ تک بد دعا فرماتے رہے، اگر قرآن آپ کی تصنیف ہوتا تو ممکن نہیں تھا کہ اِن حادثوں کے حوالوں سے کچھ آیات اُس میں موجود نہ ہوتیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے نکلنے، شادی، واپسی کے سفر، بنی اسرائیل کے ساتھ سمندر پار کرنے کا تو ذکر ہے لیکن سوائے سورہ توبہ میں غارِ ثور میں ثانی اثنین کے سرسری سے ذکر کے قرآن مجید میں آپؐ کے سفر ہجرت کی داستان نظر نہیں آتی، اگر یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا کلام ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام کے اسفار کی تفصیلات کی مانند اُس رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ ہجرت کی تو کچھ تفصیلات ہوتیں، جس کی زبان سے یہ پورا قرآن انسانوں تک پہنچا!

مدینہ افواہوں کی ضد میں: یہود کے تین میں سے دو قبیلوں کے جلاوطن کیے جانے والے یہود سارے عرب میں انتقام کی آگ بھڑکانے اور مسلمانوں کی ریاست کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے درپے تھے۔ اطراف کے بدّو قبائل بھی مار کھانے کے بعد بہت بدمزہ تھے۔ قریش بھی تجارتی راستے بند پا کر اور خشک سالی کی وجہ سے غذائی قلت کا شکار تھے اور بدر کے مقام پر طے شدہ جنگ کے لیے نہ آ کر رسوا ہوئے تھے اور اپنی رسوائی مٹانے کے درپے تھے، یوں ایک مدینہ سارے عرب کی آنکھوں میں کھٹک رہا تھا۔ ایک نوع کی شدید حالتِ جنگ تھی اِس میں افواہیں ہمتیں پست کرنے میں بڑا کردار انجام دیتی ہیں۔ ہر طرف طرح طرح کی افواہیں گشت کر رہی تھیں اور کبھی خطرے کی بے بنیاد مبالغہ آمیز اطلاعات آتیں اور ان سے یکایک مدینہ اور اس کے اطراف میں پریشانی پھیل جاتی، منافقین خود بھی پریشان ہوتے اور پریشانی پھیلاتے۔ اپنی ساخت کے مطابق انھیں ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ آنے والی آیت میں مسلمانوں کو سرزنش کی گئی ہے کہ افواہیں پھیلانے سے باز رہیں اور ہر خبر کو ذمہ دار لوگوں تک پہنچا کر خاموش ہو جائیں۔ یہی تعلیم تا قیامت مسلمانوں کے لیے ہے کہ معاشرے میں خبروں کو تصدیق کے بغیر نہ پھیلائیں بلکہ غیر ضروری طور پر غیر فایدہ مند خبروں کو خواہ وہ بالکل ہی سچ کیوں نہ ہوں پھیلانے کی ہرگز ضرورت نہیں۔

منافقین سے قطع تعلق ضروری نہیں: منافقین نے دین سے بے وفائی کر کے مخلصین کو رنجیدہ کر دیا تھا۔ مخلصین ایسے لوگوں کے ساتھ سلام کلام جاری رکھنا مشکل کام جان رہے تھے۔ ہدایت کی گئی کہ اِن

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَ
مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ
وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَ كَفٰى
بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾ مَنْ يُّطِعِ
الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى
فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾

وَ يَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ
عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ
الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَ اللّٰهُ يَكْتُبُ مَا
يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ تَوَكَّلْ
عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾
اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَ لَوْ كَانَ
مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ
اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾

وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ
الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى
الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ
لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ
وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ
لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾

تمھیں جو بھلائی بھی حاصل ہوتی ہے وہ اللہ کی جانب سے ہوتی ہے، اور جن وبالوں میں تم گھر جاتے ہو وہ اپنے نفس کے ذریعے گھرتے ہو۔ اے محمدؐ! ہم نے تمھیں لوگوں کے لیے رسُول بنا کر بھیجا ہے اور اس پر اللہ کی گواہی کافی ہے ○ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے روگردانی کی تو بہر حال ہم نے تمھیں ان پر نگراں بنا کر تو نہیں بھیجا ہے ○

تمھارے روبرو تو رٹ لگاتے ہیں کہ جی جناب [Yes Sir] سُن لیا اور مان لیا۔ مگر جب تمھارے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ راتوں کو تمھاری ہدایات کے خلاف مشورے کرتا ہے۔ اور اللہ ان کی راتوں کی ساری گفتگو کو ریکارڈ کر رہا ہے۔ تم ان کی پروا نہ کرو، اور اللہ پر بھروسہ رکھو، اللہ ہی کارساز کافی ہے ○ کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس کے مندرجات میں بہت کچھ اختلاف پاتے ○ یہ لوگ جہاں کوئی تازہ خبر پاتے ہیں خواہ سلامتی کی ہو یا خطرے کی، اُسے لے کر پھیلا دیتے ہیں، اگر یہ رسُول اور اپنے اولوالامر (سرداروں) کے سامنے اُس کو پیش کرتے تو وہ ان کے درمیان ایسے لوگوں کے علم میں آجاتی جو صحیح نتیجہ اخذ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو چند کے سوا تم سب شیطان کے پیچھے لگ جاتے ○

تمھیں جو بھلائی بھی حاصل ہوتی ہے اللہ کے فضل و کرم کی جانب سے ہوتی ہے، اور جن وبالوں / چکروں میں تم گھر جاتے ہو وہ اپنے نفس کے اعمال کے ذریعے گھرتے ہو۔ اے محمدؐ! منافقین و یہود کی یہ باتیں اور حرکتیں اِس لیے ہیں کہ انھیں تمھارے اللہ کے رسول ہونے کا یقین نہیں ہے۔ ہم نے تمھیں لوگوں کے لیے رسُول بنا کر بھیجا ہے اور اس کی صداقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔ پس جانا جائے کہ جس نے میرے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ ہی کی اطاعت کی۔ اور جس نے روگردانی [نافرمانی] کی تو بہر حال ہم نے تمھیں ان پر زبردستی اطاعت پر مجبور کر دینے والا نگراں بنا کر تو نہیں بھیجا ہے۔

تمھارے روبرو تو ہر ہدایت اور حکم سُن کر بڑے مسکین اور سعادت مند بن کر رٹ لگاتے ہیں کہ جی جناب ،جی جناب [Yes Sir, Yes Sir] سُن لیا اور مان لیا۔ مگر جب تمھارے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ راتوں کو تمھاری ہدایات اور ارادوں کے خلاف مشورے کرتا ہے۔ اور اللہ ان کی راتوں کی ساری سازشی گفتگو کو ریکارڈ کر رہا ہے۔ تم ان کی پروانہ کرو، اِن کو منہ نہ لگاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو، اللہ ہی کارساز بھروسہ کے لیے کافی ہے۔ کیا یہ منافقین و یہودی لوگ ہماری جانب سے نازل کردہ اور تمھاری زبان سے ادا کیے گئے قرآن پر غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس کے مندرجات میں بہت کچھ اختلاف پاتے، کیا یہی ایک بات اس قرآن کو من جانب اللہ ہونے اور تمھیں اُس کا رسولؐ تسلیم کرنے کے لیے کافی نہیں؟

یہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے مگر اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرنے اور اہلِ ایمان سے عناد رکھنے والے اسلام کے دشمن ہیں یہ لوگ جہاں کوئی تازہ خبر پاتے ہیں خواہ سلامتی کی ہو یا خطرے کی، اُسے لے کر پھیلا دیتے ہیں، اگر یہ رسُول اور اپنے اولوالامر [اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب یا سرداروں] کے سامنے اُس خبر کو پیش کرتے تو وہ ان کے درمیان ایسے لوگوں کے علم میں آجاتی جو صحیح نتیجہ اخذ کر سکنے کی زیادہ بہتر صلاحیت رکھتے ہیں۔ جب جنگ بدر کی فتح سے تمھارے دشمن حسد کے مارے اور جوشِ انتقام سے آگ کھائے انگارے اگل رہے تھے اور حقیقی خطرات سے ماسوا افواہوں کا بھی ایسا بازار گرم تھا۔ ایسے اوقات میں منافقین و یہود کی اِن افواہ سازیوں کی حرکتوں اور تمھارے درمیان نادان اور کمزور ایمان والوں کی بے جا خبر رسانی کی کوتاہیوں نے تمھاری تباہی کی ایسی ایک صورت بنائی تھی کہ اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو چند لوگوں کے سوا تم سب شیطان کے پیچھے لگ جاتے۔

فَقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ۚ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا
نَفۡسَکَ وَ حَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۚ عَسَی
اللّٰہُ اَنۡ یَّکُفَّ بَاۡسَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ؕ وَ
اللّٰہُ اَشَدُّ بَاۡسًا وَّ اَشَدُّ تَنۡکِیۡلًا ﴿۸۴﴾
مَنۡ یَّشۡفَعۡ شَفَاعَۃً حَسَنَۃً یَّکُنۡ لَّہٗ
نَصِیۡبٌ مِّنۡہَا ۚ وَ مَنۡ یَّشۡفَعۡ شَفَاعَۃً
سَیِّئَۃً یَّکُنۡ لَّہٗ کِفۡلٌ مِّنۡہَا ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ
عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ مُّقِیۡتًا ﴿۸۵﴾ وَ اِذَا
حُیِّیۡتُمۡ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡہَاۤ
اَوۡ رُدُّوۡہَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ
حَسِیۡبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ
لَیَجۡمَعَنَّکُمۡ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ لَا رَیۡبَ
فِیۡہِ ؕ وَ مَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیۡثًا ﴿۸۷﴾ ع ۱۱
فَمَا لَکُمۡ فِی الۡمُنٰفِقِیۡنَ فِئَتَیۡنِ وَ
اللّٰہُ اَرۡکَسَہُمۡ بِمَا کَسَبُوۡا ؕ اَتُرِیۡدُوۡنَ
اَنۡ تَہۡدُوۡا مَنۡ اَضَلَّ اللّٰہُ ؕ وَ مَنۡ یُّضۡلِلِ
اللّٰہُ فَلَنۡ تَجِدَ لَہٗ سَبِیۡلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوۡا لَوۡ
تَکۡفُرُوۡنَ کَمَا کَفَرُوۡا فَتَکُوۡنُوۡنَ سَوَآءً
فَلَا تَتَّخِذُوۡا مِنۡہُمۡ اَوۡلِیَآءَ حَتّٰی یُہَاجِرُوۡا
فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَخُذُوۡہُمۡ وَ
اقۡتُلُوۡہُمۡ حَیۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡہُمۡ ۪ وَ لَا
تَتَّخِذُوۡا مِنۡہُمۡ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیۡرًا ﴿۸۹﴾

پس اے نبیؐ! اللہ کی راہ میں جنگ کرو، تم اپنی ذات کے سوا کسی اور کے ذمہ دار نہیں ہو۔اور اہل ایمان کو کفار سے جنگ لڑنے کی تلقین کرو۔ چہ عجب کہ اللہ کافروں کی کمر توڑ دے، اللہ کی طاقت و قوت اُن سے کہیں زیادہ ہے اور وہ اپنے دشمنوں کو عبرتناک سزا دینے والا ہے ○ جو بھلائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصّہ پائے گا اور جو برائی کی سفارش کرے گا اس کے لیے بھی اس میں سے ایک حصہ ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر نظر رکھتا ہے ○ اور جب تمھیں کوئی ملاقات ہونے پر زندگی و سلامتی کی دعا کرے تو تم جواب میں اس سے بڑھ کر اُس کے لیے دعا کرو یا اُنھی الفاظ کو لوٹا دو، بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے ○ اللہ ہی وہ معبود ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ تم سب کو حشر کے دن کی طرف جمع کر کے رہے گا جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں اور اللہ سے بڑھ کر سچی بات اور کس کی ہو سکتی ہے ○ ع ۱۱

پس تمھیں کیا ہوا ہے کہ منافقین کے بارے میں تمھارے درمیان دو رائیں پائی جاتی ہیں۔ اِن لوگوں کو تو، جو انھوں نے کمائی کی، اُس کی پاداش میں اللہ نے، الٹا پھیر دیا ہے، کیا تم ان کو ہدایت دینا چاہتے ہو جن کو اللہ نے گمراہ کیا ہو؟ جس کو اللہ نے راستے سے ہٹا دیا ہو اس کے لیے تم کوئی راستا نہیں پا سکتے ○ اُن کی تو آرزو یہی ہے کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں اسی طرح تم بھی کافر ہو جاؤ تاکہ سب ایک جیسے ہو جائیں۔ لہٰذا جب تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے نہ آجائیں ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ جانو، اور اگر وہ ہجرت سے باز رہیں تو انھیں جہاں پاؤ پکڑو اور قتل کر دو اور ان میں سے کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ سمجھ بیٹھنا ○

پس اے نبی! تم منافقین کی بے وفائیوں اور شرارتوں سے آزردہ نہ ہو، اپنے مخلص اہلِ ایمان کی معیت میں اللہ کی راہ میں دشمنانِ دین کے ساتھ جنگ کرو، تم اپنی ذات کے سوا کسی اور کے لیے جواب دہی کے ذمہ دار نہیں ہو۔ اور اہل ایمان کو کفار سے جنگ لڑنے کی تلقین و تبلیغ کرو، اور اہلِ ایمان بھی باہم ایک دوسرے سے لوگوں کو جنگ پر بھیجنے اور اُن کے بیٹوں اور شوہروں کو جنگ پر جانے کی سفارش کریں۔ چہ عجب کہ اللہ کافروں کی کمر توڑ دے، اللہ کی طاقت و قوت اُن کی طاقت سے کہیں زیادہ ہے اور وہ اپنے دشمنوں کو عبرت انگیز سزا دینے والا ہے جو نیکی اور بھلائی کی سفارش اور تبلیغ کرے گا وہ اس سفارش کے نتیجے میں پرورش پانے والی نیکی میں سے حصّہ پائے گا اور جو برائی کی سفارش کرے گا اس کے لیے بھی اس میں سے ایک حصہ ہے۔ اور یہ حصے متعین کرنے اور جزا و سزا دینے کے لیے طاقت و قوت والا اللہ ہر چیز پر نظر رکھتا ہے۔ اور جب تمھیں کوئی ملاقات ہونے پر زندگی و سلامتی و خوشی و خوش حالی کی دعا اور خواہش کا اظہار کرے جیسا کہ ملتے وقت سلام کہنے کا رواج ہو، تو تم جواب میں اس سے بڑھ کر اُس کے لیے زندگی و سلامتی و خوشی و خوش حالی کی دعا اور خواہش کا اظہار کرو یا کم از کم انھی الفاظ کو لوٹا دو، بے شک اللہ تمھارے ابنائے جنس کے ساتھ اخلاق اور روّیوں سمیت ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ اللہ ہی وہ معبود ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ تم سب کو حشر کے دن کی جمع کر کے رہے گا جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں اور اللہ سے بڑھ کر سچی بات اور کس کی ہو سکتی ہے۔ ۱۱ع

پس اے نبیؐ کے صحابیوؓ! تمھیں کیا ہوا ہے کہ تم کفار کی گود میں بیٹھے ہجرت کر کے مسلمانوں کے پاس نہ آنے والے منافقین کے بارے میں تمھارے درمیان ناپسندیدہ سمجھے جانے اور سختی کے مستحق ہونے کی اور قابل ہمدردی اور نرمی کے مستحق ہونے کی دو رائیں پائی جاتی ہیں۔ کسی وقت ایمان و اسلام پر مطمئن ہو جانے والے اِن لوگوں کو تو اللہ اور اُس کے رسول کے مقابلے میں اپنے مفادات اور کفار سے تعلقات کو ترجیح دے کر جو انھوں نے کمائی کی ہے، اُس کی پاداش میں اللہ نے کفر کی جانب الٹا پھیر دیا ہے، کیا تم ان کو ہدایت دینا چاہتے ہو جن کو اللہ نے اُن کی منافقت کے سبب گمراہ کیا ہو؟ جس کو اللہ نے سیدھے راستے سے ہٹا دیا ہو اس کی ہدایت و نجات کے لیے تم کوئی راستا نہیں پا سکتے ○ اُن کی تو آرزو یہی ہے کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں اسی طرح تم بھی کافر ہو جاؤ تاکہ وہ اور تم سب ایک جیسے ہو جائیں۔ لہٰذا جب تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے دارالسلام میں نہ آجائیں ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ جانو، اور اگر وہ ہجرت سے باز رہیں تو جب موقع ملے تو انھیں جہاں پاؤ پکڑو اور قتل کر دو اور ان میں سے کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ سمجھ بیٹھنا ○

دورانِ جنگ منافق مسلمانوں کے قتل کی اجازت: گزشتہ آیات میں دورانِ جنگ ایسے منافق مسلمانوں کے قتل کی اجازت دی گئی ہے جو ایمان لانے کے بعد دنیاوی مفادات کے تحفظ کی بناپر اپنا گھر بار چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوسکے، کفر اور اہلِ کفر کے ساتھ بقائے باہمی کا روّیہ اپنائے رکھا لیکن ایسے مسلمان جن کا دشمنانِ اسلام کی کارروائیوں میں شرکت کا کوئی ثبوت نہ ہو اور وہ اپنی حقیقی مجبوریوں کی بناپر دار الحرب میں ہوں اور مسلمانوں کے حملے میں وہاں نادانستگی میں کوئی مسلمان ان کے ہاتھ سے مارا جائے تو ایسی صورت میں مقتول مومن کا کفارہ[قتلِ خطا کی صورت میں] ورثاء کو خون بہا ادا کرنے کے علاوہ ایک مومن غلام کی آزادی لازم قرار دیا گیا۔اور اگر غلام نہ پائے تو دو ماہ تک مسلسل روزے رکھے، بیچ میں ہر گز ناغہ نہ ہو۔ عذر شرعی کی بناپر تو کوئی ناغہ ہو سکتا ہے لیکن اُس کے بغیر اگر ایک روزہ بھی بیچ میں چھوٹ جائے تو نئے سرے سے دو ماہ کے لیے روزوں کا سلسلہ شروع کرنا پڑے گا۔

خوں بہا کی مقدار: نبی ﷺ نے خوں بہا کی مقدار سو اونٹ، یا دو سو گائیں، یا دو ہزار بکریاں مقرر فرمائی ہے۔ اگر دوسری کسی شکل میں کوئی شخص خوں بہا دینا چاہے تو اس کی مقدار انھی چیزوں کی بازار کے بھاؤ کے لحاظ سے معیّن کی جائے گی۔[آج کے دور میں سنہ ۲۰۲۰ء میں میرے اندازے کے مطابق یہ رقم ساٹھ ہزار امریکی ڈالر سے ایک لاکھ امریکی ڈالر کے برابر بنتی ہے] نبی ﷺ کے زمانہ میں نقد خوں بہا دینے والوں کے لیے جو دینار ودرہم میں مقدار مقرر تھی امیر المومنین عمرؓ بن الخطاب نے اپنے دور خلافت میں اِس بناپر بڑھادی تھی کہ اونٹ مہنگے ہو گئے تھے۔

ایک بات جو یہاں نوٹ کرنے کی ہے کہ یہ خون بہا تو ایک حد تک اُس نقصان کا ازالہ ہے جو مقتول کے ورثا کو پہنچا ہے۔ غلام کی آزادی یا روزے سزا یا جرمانہ نہیں کہے گئے بلکہ [فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ تَوۡبَةً مِّنَ اللّٰهِ........ ﴿۹۲﴾] توبہ ہے جو نفس کے تزکیے کے لیے ایک غذا ہے۔

سلام کرنے والے کو بلا تحقیق کافر نہ کہو: جن اوقات میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں "السلام علیکم" مسلمانوں کا شعار اور اُن کے پہچانے جانے کی علامت تھا کیوں کہ اُن کے علاوہ کوئی اور قوم یا قبیلہ ملاقات پر استقبال یا خوش آمدید کے لیے یہ کلمات استعمال نہیں کرتا تھا، یہ استقبالیہ کلمہ رسول اللہ ﷺ نے سکھایا تھا۔ چناں چہ کہا گیا ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کی حیثیت سے پیش کر رہا ہے اس کے متعلق تمھیں سرسری طور پر یہ فیصلہ کر دینے کا حق نہیں ہے کہ وہ محض جان بچانے کے لیے جھوٹ بول رہا ہے۔ حالتِ جنگ میں اس

کوڈ کو استعمال کرنے والے ایک کافر کا غلطی سے چھوٹ جانا اس سے بہتر ہے کہ غلطی سے ایک مومن کا قتل ہو جائے۔ غیر مسلم قبیلوں یا دارالحرب میں مقیم مسلمانوں اور اُن مسلمانوں کے لیے جنھوں نے حالتِ کفر میں مسلمانوں کے خلاف بڑی کاروائیاں کیں، اُن کے خلاف فطری طور پر سبقت کر کے اسلام کے لیے قربانی دینے والے مسلمانوں میں جوشِ ایمانی کی وجہ سے پیدا دلوں کے غضب کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ایک وقت تم پر بھی ایسا گزر چکا ہے کہ تم بھی انفرادی طور پر مختلف کافر قبیلوں میں منتشر تھے اور اپنے اسلام کو ظالموں کے خوف سے چھپانے پر مجبور تھے، اور تمھارے پاس ایمان کے زبانی اقرار کے سوا اپنے ایمان کا کوئی ثبوت موجود نہ تھا۔ اب یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تم کو ایک اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرہ عطا کر دیا ہے اس احسان کا تقاضا یہ ہے کہ جو مسلمان ابھی تمھاری پہلی جیسی حالت میں ہیں ان کے ساتھ تم نرمی اور رعایت سے کام لو۔

جہاد پر جانے والے نہ جانے والوں سے یقیناً افضل ہیں: جب جہاد پر جانے کا حکم دیا جائے اور جہاد فرضِ عین ہو جائے تو جہاد کے لیے نہ نکلنے والا منافق جانا جاتا ہے اور اس کے لیے اللہ کی طرف سے کسی بھی بھلائی کا وعدہ نہیں ہے اِلّا یہ کہ وہ کسی حقیقی معذوری کا شکار ہو۔ تاہم اگر جہاد کے لیے تمام مسلمانوں کو نہیں پکارا گیا ہے اور محدود تعداد میں مجاہدین درکار ہوں تو جو لوگ اپنے آپ کو رضاکارانہ پیش کریں گے اور قتال کے لیے میدان میں نکلیں گے وہ اللہ کے نزدیک اُن لوگوں سے یقیناً افضل ہیں جو عین میدانِ جنگ میں جانے کے بجائے جہاد کے دوسرے مفید کاموں میں لگے ہوں، جب کہ اِن پیچھے رہ جانے والوں کو بھی اللہ اپنے فضل سے نوازے گا۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا روّیہ

نہ برا بھلا کہا، نہ مسجد میں تقریر سے روکا، نہ غزوات میں ساتھ چلنے پر اعتراض کیا، نہ عمر بن الخطاب کو اور پھر نہ اُس کے بیٹے کو اُس کا سر گردن پر سے اُتارنے کی اجازت دی، نہ نمازِ جنازہ پڑھنے سے انکار کیا اور نہ مسلمانوں کے واحد قبرستان جنت البقیع میں اس کی تدفین پر پابندی لگائی، نہ ہی آخری دم تک اُس کے تمام منافق چیلوں کے نام سوائے ایک صحابی کے کسی اور کو بتائے!

اِلَّا الَّذِيۡنَ يَصِلُوۡنَ اِلٰى قَوۡمٍۢ بَيۡنَكُمۡ وَ
بَيۡنَهُمۡ مِّيۡثَاقٌ اَوۡ جَآءُوۡكُمۡ حَصِرَتۡ
صُدُوۡرُهُمۡ اَنۡ يُّقَاتِلُوۡكُمۡ اَوۡ يُقَاتِلُوۡا
قَوۡمَهُمۡ‌ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمۡ
عَلَيۡكُمۡ فَلَقٰتَلُوۡكُمۡ‌ ۚ فَاِنِ اعۡتَزَلُوۡكُمۡ
فَلَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ وَاَلۡقَوۡا اِلَيۡكُمُ
السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَـكُمۡ عَلَيۡهِمۡ
سَبِيۡلًا ﴿۹۰﴾ سَتَجِدُوۡنَ اٰخَرِيۡنَ
يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّاۡمَنُوۡكُمۡ وَيَاۡمَنُوۡا
قَوۡمَهُمۡ ؕ كُلَّمَا رُدُّوۡۤا اِلَى الۡفِتۡنَةِ
اُرۡكِسُوۡا فِيۡهَا‌ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ يَعۡتَزِلُوۡكُمۡ وَ
يُلۡقُوۡۤا اِلَيۡكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوۡۤا
اَيۡدِيَهُمۡ فَخُذُوۡهُمۡ وَاقۡتُلُوۡهُمۡ
حَيۡثُ ثَقِفۡتُمُوۡهُمۡ‌ ؕ وَاُولٰٓـئِكُمۡ جَعَلۡنَا
لَـكُمۡ عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنًا مُّبِيۡنًا ﴿۹۱﴾ وَ ۱۲ع
مَا كَانَ لِمُؤۡمِنٍ اَنۡ يَّقۡتُلَ مُؤۡمِنًا اِلَّا
خَطَـئًا ۚ وَمَنۡ قَتَلَ مُؤۡمِنًا خَطَـئًا
فَتَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ وَّدِيَةٌ
مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهۡلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ يَّصَّدَّقُوۡا‌ ؕ
فَاِنۡ كَانَ مِنۡ قَوۡمٍ عَدُوٍّ لَّـكُمۡ وَهُوَ
مُؤۡمِنٌ فَتَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ‌ ؕ وَاِنۡ
كَانَ مِنۡ قَوۡمٍۢ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ
مِّيۡثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهۡلِهٖ وَ
تَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ ۚ

مگر وہ لوگ اِس حکم میں نہیں آئیں گے جو کسی ایسی قوم سے جا ملیں جس کے ساتھ تمھارا کوئی معاہدہ ہے۔ اور وہ بھی اِس حکم کے تحت نہیں ہیں جو تمھارے پاس اِس حال میں آتے ہیں کہ اِس بات سے اُن کے دل بے زار ہیں کہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں۔ اللہ چاہتا تو اُن کو تم پر مسلّط کر دیتا اور وہ بھی تم سے لڑتے۔ لہٰذا اگر وہ تم سے کنارہ کش ہو جائیں اور تم سے جنگ نہ کریں، تمھارے ساتھ صلح کے طالب ہوں تو اللہ تمھارے لیے بھی ان کے خلاف جنگ پر جانے کی کوئی راہ نہیں چھوڑتا○ لوگوں میں کچھ دوسرے ایسے لوگ بھی ملیں گے جو چاہتے ہیں کہ تمھاری جانب سے بھی امان میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی، مگر جب کبھی فتنے کی طرف بلائے جاتے ہیں تو اُس میں کُود پڑیں گے پس اگر یہ لوگ تمھاری جانب صلح و آشتی کا سلسلہ جنبانی نہ کریں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو جہاں وہ ملیں انھیں گرفتار کرو اور مار ڈالو، اِن کے خلاف ہم نے تم کو کھلا اختیار دیا ہے○ ۱۲ع

کسی مومن کو یہ زیبا نہیں ہے کہ دوسرے مومن کو قتل کرے، اِلّا یہ کہ غلطی ہو جائے اور جو کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دے تو اس کی تلافی کا طریقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کو غلامی سے آزاد کرنا ہے اور مقتول کے گھر والوں کو خون بہا دینا ہے۔ اِلّا یہ کہ وہ خون بہا معاف کر دیں۔ تاہم اگر وہ مسلمان مقتول کسی ایسی قوم سے تھا جس سے تمھاری دشمنی ہو تو اس کا کفّارہ محض ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے۔ اگر وہ کسی ایسی غیر مسلم قوم کا فرد تھا جس کے ساتھ تمھارا معاہدہ ہے تو خوں بہا بھی ہے جو اس کے وارثوں کو دیا جائے اور ایک مسلمان غلام کو آزاد بھی کرنا ہو گا۔

مگر وہ منافقین لوگ قتل کیے جانے کے اِس حکم میں نہیں آئیں گے جو کسی ایسی قوم سے جا ملیں جس کے ساتھ تمھارا کوئی لڑائی نہ کرنے اور آپس میں امن سے رہنے کا معاہدہ ہے۔ اور اسی طرح وہ منافقین بھی اِس حکم کے تحت نہیں ہیں جو تمھارے پاس اِس حال میں آتے ہیں کہ اِس بات سے اُن کے دل بے زار ہو چکے ہیں کہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں۔ اللہ چاہتا تو ان کے دلوں کو تم سے لڑنے کے لیے آمادہ کر کے اُن کو تم پر مسلّط کر دیتا اور تمھارے دشمنوں کے ساتھ وہ بھی تم سے لڑتے۔ لہٰذا اگر وہ تم سے کنارہ کش ہو جائیں اور تم سے جنگ نہ کریں، تمھارے ساتھ صلح کے طالب ہوں تو اللہ تمھارے لیے بھی ان کے خلاف جنگ پر جانے کی کوئی راہ نہیں چھوڑتا ○ بظاہر اسلام کا دم بھرنے والے، نفاق کے مارے لوگوں میں کچھ دوسرے ایسے لوگ بھی ملیں گے جو چاہتے ہیں کہ کفر اور اسلام کی جنگ میں تمھاری جانب سے بھی امان میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی، مگر جب کبھی ایسے دوراہے پر آ جائیں کہ تمھاری یا کفار کی جانب میں سے کسی ایک طرف رہنا لازمی ہو، یوں وہ فتنے کی طرف بلائے جاتے ہیں تو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اُس میں کُود پڑیں گے۔ پس اگر یہ لوگ تمھاری جانب صلح و آشتی کا سلسلہ جنبانی نہ کریں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو جہاں وہ ملیں انھیں گرفتار کر و اور مار ڈالو، اِن کے خلاف کاروائی کا ہم نے تم کو کھلا اختیار دیا ہے ○ ۱۲۶
اِن پر فتن حالات کے باوجود دشمنوں اور منافقوں کو قتل کرتے ہوئے انتہائی احتیاط ضروری ہے، مبادا کہ منافقوں اور کافر قبائل میں گھرے کسی مسلمان کو تم دشمن ہونے کے شبے میں قتل کر دو، کسی مومن کو یہ زیبا نہیں ہے کہ دوسرے مسلمان کو قتل کرے، اِلّا یہ کہ غلطی ہو جائے اور جو کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دے تو اس کی تلافی کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ کے حضور معافی کے لیے ایک مسلمان کو غلامی سے آزاد کرنا ہے اور مقتول کے گھر والوں کو اُن کے نقصان کی تلافی کے لیے رواج کے مطابق طے شدہ خون بہا دینا ہے۔ اِلّا یہ کہ وہ ورثا بغیر کسی دباؤ کے خون بہا معاف کر دیں۔ تاہم اگر وہ مسلمان مقتول کسی ایسی قوم سے تھا جس سے تمھاری دشمنی ہو تو اس کا کفّارہ محض ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہے، خون بہا نہیں دیا جائے گا۔ اس کے برخلاف اگر وہ کسی ایسی غیر مسلم قوم کا فرد تھا جس کے ساتھ تمھارا معاہدہ ہے تو خوں بہا بھی ہے جو اس کے وارثوں کو دیا جائے اور ایک مسلمان غلام کو آزاد بھی کرنا ہو گا[۳۸]۔

---

۳۸ اسلام نے غلامی کو ختم کرنے کی بڑی ہمت افزائی کی۔ غلام کو آزاد کرنا ایک نیکی قرار دیا گیا۔ مختلف کفّاروں میں ایک غلام کو خصوصاً مسلمان غلام کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ یہ تعلیم دی گئی کہ جو خود کھاؤ وہی غلاموں کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی انھیں پہناؤ۔ اِس طرح دور نبوت کے غلام آج کے سرمایہ دارانہ معاشرے کے کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں سے بدرجہا بہتر تھے۔

فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ
مُتَتَابِعَيۡنِ ۫ تَوۡبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ
عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۹۲﴾ وَ مَنۡ يَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا
مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيۡهَا وَ
غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا
عَظِيۡمًا ﴿۹۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا
ضَرَبۡتُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوۡا وَ لَا
تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ اَلۡقٰٓى اِلَيۡكُمُ السَّلٰمَ لَسۡتَ
مُؤۡمِنًا ۚ تَبۡتَغُوۡنَ عَرَضَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۫
فَعِنۡدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيۡرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنۡتُمۡ
مِّنۡ قَبۡلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡكُمۡ فَتَبَيَّنُوۡا ؕ اِنَّ
اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا ﴿۹۴﴾ لَا
يَسۡتَوِى الۡقٰعِدُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ غَيۡرُ
اُولِى الضَّرَرِ وَ الۡمُجٰهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ
بِاَمۡوَالِهِمۡ وَ اَنۡفُسِهِمۡ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ
الۡمُجٰهِدِيۡنَ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَ اَنۡفُسِهِمۡ عَلَى
الۡقٰعِدِيۡنَ دَرَجَةً ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الۡحُسۡنٰى ؕ
وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الۡمُجٰهِدِيۡنَ عَلَى الۡقٰعِدِيۡنَ
اَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنۡهُ وَ مَغۡفِرَةً وَّ
رَحۡمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿۹۶﴾ ١٣٦

پھر جو غلام نہ پائے لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے۔ یہ اللہ کے حضور توبہ کا طریقہ ہے۔ اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے ○ خبردار جو کسی مسلمان کو عمداً قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور اُس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے عذاب عظیم تیّار کر رکھا ہے ○ اے ایمان والو، جب تم اللہ کی راہ میں نکلو تو تمیز کرو اور جو سلام کرے اسے یہ نہ کہو کہ تُو مومن نہیں ہے۔ اگر تم دُنیوی زندگی کے اسباب چاہتے ہو تو اللہ کے پاس تمھارے لیے بہت سامانِ غنیمت ہے۔ آخر تم خود بھی اسی حالت رہ چکے ہو، پھر اللہ نے تم پر احسان کیا، تحقیق سے کام لو، جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے ○ جو مسلمان کسی عذر کے بغیر (گھر میں) بیٹھے رہتے ہیں اور وہ جو اللہ کی راہ میں جان ومال سے جہاد کرتے ہیں، (اللہ کے نزدیک) دونوں کا درجہ یکساں نہیں ہے۔ جان ومال سے جہاد کرنے والوں کو اللہ نے بیٹھ رہنے والوں کی نسبت ایک درجہ فضیلت کا زیادہ بخشا ہے۔ ہر ایک کے لیے اللہ نے بھلائی ہی کا وعدہ فرمایا ہے، لیکن مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر بڑے اجر عظیم کی فضیلت دی ہے ○ اُس کی طرف سے درجے بھی اور رحمت و مغفرت بھی ہے وہ اللہ تو بڑا غفور ورحیم ہے ○ ١٣٦

پھر جو غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ پائے لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے۔ یہ اس گناہ پر اللہ کے حضور توبہ [ندامت و معافی کی درخواست اور آئندہ نہ کرنے کے عہد] کا طریقہ ہے۔ اور اللہ دلوں کے حال کو جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ خبردار جو کسی مسلمان کو عمداً قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور اُس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے عذاب عظیم تیّار کر رکھا ہے۔ اے ایمان والو، جب تم اللہ کی راہ میں دشمن سے قتال کے لیے نکلو تو اپنے آدمی یعنی مسلمان اور دشمن کے آدمی یعنی غیر مسلم میں تمیز کرو اور جو اپنے اسلام کو ظاہر کرنے کے لیے سلام کرے اسے یہ نہ کہو کہ تُو مومن نہیں ہے۔ بلاشبہ گمان کی بنیاد پر غیر مسلم دشمن کو قتل کرنے سے مالِ غنیمت مل سکتا ہے۔ اگر تم دُنیوی زندگی کے اسباب چاہتے ہو تو اللہ کے پاس تمھارے لیے بہت سامانِ غنیمت ہے۔ آخر تم خود بھی اسی حالت کفر میں پہلے رہ چکے ہو، پھر اللہ نے تم پر احسان کیا، لہٰذا تحقیق کر لیا کرو کہ مبادا کہیں کسی مسلمان کو کفر کے گمان پر ناحق قتل کر بیٹھو، جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ اشاعتِ اسلام اور غلبہ دین کے لیے جو جہادی مہمات جاری ہیں اُن میں شرکت سے جو مسلمان کسی معقول عذر کے بغیر گھر بیٹھے رہتے ہیں اور وہ مسلمان جو اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے ہیں، اللہ کے نزدیک دونوں کا درجہ یکساں نہیں ہے۔ جان و مال سے جہاد کرنے والوں کو اللہ نے بیٹھ رہنے والوں کی نسبت ایک درجہ فضیلت کا زیادہ بخشا ہے۔ اگرچہ مسلمانوں میں سے ہر ایک کے لیے اللہ نے بھلائی ہی کا وعدہ فرمایا ہے، لیکن مجاہدین کو اُن کی خدمات کے عوض بیٹھ رہنے والوں پر ملنے والے بہت بڑے اجر عظیم کی فضیلت دی ہے، اُس کی طرف سے درجے بھی اور رحمت و مغفرت بھی ہے وہ اللہ تو بڑا غفور رحیم ہے۔ ع۱۳

• اُن بدنصیبوں کی موت کا منظر جو غیر اسلامی معاشرہ ترک نہ کر سکے

اگلی آیات میں اُن کم نصیبوں کی موت کا منظر ہے جنھیں توفیق الٰہی سے ایمان کی سعادت مل گئی لیکن دنیا نے اُن کے پیر پکڑ لیے۔ اور وہ اپنے دنیاوی کاروبار، رشتے داریاں اور مفادات کی وجہ سے دار الکفر ہی میں پڑے رہے جب فرشتے اُن کی رُوحیں قبض کرتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں کہ کیوں تم اسلام اور کفر کے درمیان پڑے رہے ؟ یہ فرشتوں سے بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتے اور کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور و مجبور تھے، فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اُس میں نکل جاتے۔ اِس آیہ مبارکہ [سُوْرَةُ النِّسَآء:۹۷] کو سامنے رکھ کر وہ لوگ اپنے حال پر غور فرمائیں جو ایسے ممالک میں پیدا ہوئے اور پرورش پائی جہاں اکثریت

مسلمانوں کی ہے اور جہاں غیر ممالک کے مقابلے میں اسلامی تہذیب و تمدن کو اختیار کرنا اور راہِ سنّت ﷺ پر چلنا آسان ہے اور جہاں اعلائے کلمۃ اللہ اور غلبہ دین کی منظم جدوجہد ہو رہی ہے، اور وہ دو پیسے کمانے اور کماتے ہی رہنے کی خاطر اپنی جوانیاں اور کام کرنے کا بہترین وقت دیارِ غیر میں گزار چکے ہیں یا گزار رہے ہیں۔

کیا اُن سے اللہ یہ سوال نہیں کرے گا کہ جب ایک جگہ اللہ کے باغی زمین پر اور حکومت پر قابض تھے اور اسلام کے غلبے کے لیے جدوجہد کرنا اور اسلام پر عمل کرنا آسان نہیں تھا تو وہاں رہنا کیا ضروری تھا؟ کیوں نہ اس جگہ کو چھوڑ کر کسی ایسی سرزمین کی طرف منتقل ہو گئے جہاں قانونِ الٰہی کی پیروی نسبتاً آسان ہوتی اور غلبہ دین کی جدوجہد میں بھرپور حصہ ڈالا جاسکتا؟ سیّد مودودیؒ سُوْرَۃُ النِّسَآء کے حاشیہ ۱۳۱ میں کیا خوب لکھتے ہیں:

"یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جو شخص اللہ کے دین پر ایمان لایا ہو اس کے لیے نظامِ کفر کے تحت زندگی بسر کرنا صرف دو ہی صورتوں میں جائز ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ اسلام کو اس سرزمین میں غالب کرنے اور نظامِ کفر کو نظامِ اسلام میں تبدیل کرنے کی جدوجہد کرتا رہے جس طرح انبیاء علیہم السلام اور ان کے ابتدائی پیرو کرتے رہے ہیں۔ دُوسرے یہ کہ وہ درحقیقت وہاں سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پاتا ہو اور سخت نفرت و بیزاری کے ساتھ وہاں مجبورانہ قیام رکھتا ہو۔ اِن دو صورتوں کے سوا ہر صُورت میں دار الکفر کا قیام ایک مستقل معصیت ہے اور اس معصیت کے لیے یہ عذر کوئی بہت وزنی عذر نہیں ہے کہ ہم دنیا میں کوئی ایسا دار الاسلام پاتے ہی نہیں ہیں جہاں ہم ہجرت کر کے جاسکیں۔ اگر کوئی دار الاسلام موجود نہیں ہے تو کیا خدا کی زمین میں کوئی پہاڑ یا کوئی جنگل بھی ایسا نہیں ہے جہاں آدمی درختوں کے پتے کھا کر اور بکریوں کا دودھ پی کر گزر کر سکتا ہو اور احکامِ کفر کی اطاعت سے بچا رہے؟"

اللہ کی خاطر کسی سرزمین کو چھوڑنا ہجرت کہلاتا ہے، ایک حدیث کہ **لا هجرة بعد الفتح**، یعنی فتح مکہ کے بعد اب ہجرت نہیں ہے۔ کچھ لوگ استدلال کرتے ہیں کہ اب ہجرت نہیں ہے۔ یہ غلط فہمی اُس پسِ منظر کو بھلا دینے سے ہوتی ہے جس میں یہ بات کہی گئی تھی۔ جب سارا عرب اسلام کا دشمن تھا اور صرف مدینہ ہی اسلام کا ایک ایسا مرکز تھا جو سارے مشرکین عرب سے برسرِجنگ تھا، اُسے شدید ضرورت تھی کہ اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لانے والے اپنی جگہوں سے ہجرت کر کے مدینے آئیں اور اسلامی حکومت اور معاشرے کے قیام و بقا کی جدوجہد میں حصہ لیں۔ جو لوگ مدینے سے باہر کافروں کے ساتھ عیش کرتے رہے، اپنا وطن چھوڑ کر مدینے آنا گوارا نہیں کیا اب جب مکہ فتح ہو گیا اور عرب زیرِ نگیں آنا شروع ہو گیا، مدینے میں دنیاوی انعامات کی

فراوانی ہوگئی تو زبانِ نبوت نے فرمایا لا ھجرۃ بعد الفتح۔ آج بھی لاکھوں سمجھ دار مسلمان پیسہ کمانے کے لیے مدینے اور مکہ "ہجرت" کرتے رہتے ہیں، کیا یہ مصر، بنگلہ دیش، افغانستان، پاکستان جیسے درجنوں ممالک میں اپنے خونِ جگر سے اسلام کے غلبے کی جدوجہد کی آبیاری کرنے والوں سے آگے نکل جائیں گے؟

نبی اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق جہاں کہیں بھی دعوت دیتے دیتے اور کوشش کرتے کرتے انتہا ہو جائے گی اور اللہ اپنی حکمت اور انعام سے کوئی ایسی زیادہ مناسب جگہ دکھائے گا جہاں دعوت پھل پھول سکے اور اسلام کے لیے جدوجہد کا ایک مرکز مُیسّر آجائے گا، یا کسی جگہ کو مرکز بنانے کی امید بندھے اور قابلِ لحاظ کوشش ہو رہی ہو گی تو اہلِ ایمان کو وہاں ہجرت کرنا بڑا ہی سعادت اور توفیق کا معاملہ ہو گا اور اسی طرح جو لوگ اپنے مراکز کو چھوڑ بھاگیں گے، اُن کو اپنی ہجرتوں کو اللہ کے حضور ضرور ثابت کرنا [justify] ہو گا۔ وہ اللہ حی و قیوم ہے جس نے اپنے نبیؐ سے کہا تھا یونسؑ، مچھلی والے کی طرح نہ ہو جانا۔

صلوۃ الخوف اور صلوۃ القصر

آگے آنے والی آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے سفر میں یہ رعایت دی کہ نمازیں مختصر کر کے ادا کرلی جائیں۔ سنت رسول اللہ سے جن کو چڑ ہے وہ قرآن کی اس آیت کو نبی اکرمؐ کو درمیان سے ہٹا کر خود سمجھنا چاہتے ہیں اور انھیں یہ معلوم ہوا ہے کہ قرآن کا یہ حکم صرف اور صرف حالت خوف و جنگ کے لیے ہے، جب کہ رسول اللہ ﷺ کے متواتر عمل سے اور احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ فرض کی چار رکعتوں کی جگہ دو (۲) رکعتیں پڑھی جائیں۔ عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ سفروں میں رہا ہوں اور کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے قصر نہ کیا ہو۔ اسی کی تائید میں ابن عباسؓ اور دُوسرے متعدّد صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی مستند روایات منقول ہیں۔ مستند احادیث سے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں ہمیشہ قصر کیا ہے اور کسی بھی مستند و معتبر روایت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپؐ نے ساری زندگی میں کبھی بھی دورانِ سفر چار رکعتیں ادا کی ہوں۔ خلیفہ سوم عثمانؓ بن عفان نے ایک حج کے موقع پر منیٰ میں چار رکعتیں پڑھائیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر اعتراض کیا اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے اس غیر معمولی عمل کی یہ توجیہہ میں دلیل پیش کی کہ مکہ میرا سسرال ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے کہ جس شہر میں کسی شخص نے شادی کرلی تو وہ اُس شہر کا باشندہ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ سفر میں فجر کی سنتوں اور عشا کے وتر کا اہتمام کرتے تھے مگر باقی اوقات میں صرف فرض پڑھتے تھے، اکثر علماء سنتوں کے ترک اور ادائیگی

دونوں کو جائز سمجھتے ہیں مگر سفر کسی نیک یا کم سے کم جائز مقصد کے لیے ہونا چاہیے، جو منافق حق کو مٹانے کے لیے، مزاروں پر نذر گزارنے اور چادریں چڑھانے، غیر اللہ سے مشکل کشائی کی دعائیں مانگنے، اللہ کی مخلوق کے حقوق مارنے، قتل کرنے، اغوا برائے تاوان اور چوری ڈاکے کے لیے سفر کر رہا ہو، یا کسی لشکر میں کرائے کا فوجی بھرتی ہو کر مسلمانوں کو مارنے جا رہا ہو، جتنی چاہے ٹکریں مار لے اُس پر سوائے جہنم کی آگ کے کچھ بھی فرض نہیں، جس کی ادائیگی اللہ نے اپنے اوپر فرض کی ہوئی ہے۔

حالتِ جنگ وخوف میں مختصر کرنے کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ جنگی حالات جس طرح بھی اجازت دیں، ایک رکعت یا دو رکعتیں پڑھ لی جائیں۔ جماعت کا موقع ہو تو جماعت سے پڑھی جائیں ورنہ انفرادی طور پر ادا کر لیں۔ قبلہ رُخ نہ ہو سکتے ہو تو جنگی لحاظ سے جدھر بھی رُخ مناسب ہو۔ سواری پر بیٹھے ہوئے اور چلتے ہوئے بھی پڑھ سکتے ہو۔ رکوع وسجدہ ممکن نہ ہو تو اشاروں ہی سے سہی۔ نماز کی اہمیت اور اپنے رب کی عنایت کی انتہا دیکھیے کہ حالت جنگ کی نماز میں چلا بھی جاسکتا ہے اور کپڑوں کو خون لگا ہوا ہو تو یہ خون بھی بابرکت ہے، کپڑوں کو ناپاک نہیں کر رہا [حالتِ جنگ میں جب تبدیلی کا موقع نہ ہو] مضائقہ نہیں۔ ان سب سے اوپر یہ کہ پُر خطر جنگی حالت میں کسی طور دشمنوں سے غافل ہو کر نماز نہیں پڑھی جاسکتی، مجبوراً قضا کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ جنگِ خندق کے موقع پر ہوا کہ آپؐ غزوۂ خندق کے موقع پر چار نمازیں نہیں پڑھ سکے، وقت قضا ہو گیا اور پھر موقع پا کر آپؐ نے ایک کے بعد ایک نماز کو قضا ادا کیا۔

اہلِ ایمان کو اعلائے کلمۃ اللہ پر ابھارنے کے لیے اپنے گھر بار کو چھوڑ کر کسی ایک مرکز تک ہجرت کرنے کی تلقین کے بعد درپیش سفر کی بنا پر قصر نماز کی سہولت کا ذکر بڑے مناسب موقع پر ہے اور پھر اسی مقصد کے لیے دورانِ قتال اور جنگ وجدال صلوٰۃ الخوف کا تذکرہ آگیا، مختصراً اُس کی کی ادائیگی بیان کردی گئی، جس پر مزید جنگ کی مختلف صورتوں میں عملی نمونہ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے مل گیا۔ قرآن مجید کا ایک اعجاز و انداز ہے کہ بات میں سے بات نکلتی جاتی ہے، جب یہ بات واضح ہوئی کہ نماز کی اتنی اہمیت کہ دوران قتال بھی نہیں چھوڑنا ہے تو بتایا گیا کہ ہاں، نماز تو اہلِ ایمان پر اوقات کی پابندی کے ساتھ فرض کی گئی ہے اور یہ اِس کی اقامت کا ایک حصہ ہے، ذرا دیکھیں کہ کہا گیا ہے اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ ﴿۱۰۳﴾ سُوْرَةُ النِّسَآء

قوانین کے بیان کے ساتھ دین اسلام کی سربلندی اُس کے لیے ہجرت پھر سفر اور پھر دین کی خاطر قتال کے

دورانِ صلوٰۃ الخوف اور پھر نماز کی اہمیت پھر فوراً دوبارہ اُسی میدانِ جہاد کی طرف کہ اِنۡ تَكُوۡنُوۡا تَاۡلَمُوۡنَ فَاِنَّهُمۡ يَاۡلَمُوۡنَ كَمَا تَاۡلَمُوۡنَ‌ ۚ وَتَرۡجُوۡنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرۡجُوۡنَ‌ ... ﴿۱۰۴﴾ اگر تم زخم کھا رہے ہو تو وہ بھی زخم کھا چکے ہیں۔ اور تم تو اللہ سے اُس اجر و ثواب کے اُمیدوار ہو جس کے وہ اُمیدوار نہیں ہیں۔ یہ ایک دوسرے انداز سے وہی بات ہے جو سوہ آلِ عمران میں غزوہ اُحد پر تبصرے کے اختتام پر کہی گئی تھی کہ اے ایمان کا دعوٰی کرنے والو تم بھی اُن کے مقابلے کا صبر دکھاؤ (صَابِرُوْا)؛ (یاد رہے کہ کفار بھی جاہلیت کے لیے اپنے جان و مال سے قربانی اور جماؤ کا مظاہرہ کر رہے تھے ،جنگ قریش کے عَلم برداروں کا جاہلیت کی خاطر فداکاری کا ناقابلِ فراموش معاملہ یہ تھا کہ ایک کے بعد ایک دس علم برداروں نے علم کو اُس وقت تک اُٹھایا جب تک مر نہ گئے)۔

رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں ایک جھوٹا مقدمہ

۱۶ویں رکوع میں عملی نفاق کا ایک کلاسیکل نمونہ ہے جس میں ایک منافق کی جانب سے ایمان کے اعلان کے باوجود خیانت، عصبیت اور جھوٹی گواہی کے ساتھ چوری سینہ زوری کا مظاہرہ تھا۔ نسلی عصبیت اور رشتہ داری کی بناپر دیگر نادان مسلمان بھی اُس کی طرف داری کر رہے تھے۔ قرآن کریم میں اس قصے کا تذکرہ معاشروں میں بدعنوانیوں کے ایک سلسلے سے آشنا کرانا ہے تاکہ مسلم معاشرہ اس نوع کی بُرائیوں سے بچ سکے۔ بدعنوانی اور ناروا طرف داری کا یہ سلسلہ آج مسلم معاشروں میں بہت عام ہے۔

قصہ یہ ہے کہ ایک زرہ ایک مسلمان نے چرالی اور جب تحقیق شروع ہوئی تو اُس کے قبیلے والوں نے آپس میں اتفاق کر کے اُس کا الزام جھوٹی شہادت تشکیل کر کے زبردستی ایک یہودی پر تھوپ دیا اور اپنے مسلمان بھائی کی زور شور سے یوں وکالت کی کہ یہ یہودی جھوٹا چور ہے، حق کا انکار اور اللہ کے رسول سے کفر کرنے والا ہے، اِس کی بات کا کیا اعتبار! ہماری بات زیادہ قابلِ اعتبار ہے کیوں کہ ہم تو مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بذریعے وحی اصل حقیقت پر مطلع فرمادیا اور ایسے مسلمانوں کو ملامت کی، جنھوں نے قبائلی اور مذہبی عصبیت میں مجرم کی حمایت کی تھی۔ مسلمانوں کو تعلیم دی کہ انصاف کے معاملہ میں کسی تعصب کا دخل نہیں ہونا چاہیے، اپنوں کو بچانے کے لیے دوسروں کے ساتھ بے انصافی ہرگز جائز نہیں ہے۔

زیرِ گفتگو آیات مبارکہ کی تفسیر میں تمام سلف مفسرین کم و بیش اس نوع کے ایک قصے کو اِن کے شانِ نزول کے طور پر بیان کرتے اور نصیحت و تعلیم کو اخذ کرتے ہیں۔ روح المعانی، ابن کثیر، تفہیم القرآن اور معارف القرآن میں ایسا ہی پائیں گے تاہم تدبر قرآن میں اس کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ یہ منافقین کا عمومی روّیہ تھا کہ فضول مخالفانہ سرگوشیاں کرتے، پکڑے جانے پر الزام کسی اور پر دھر دیتے اور نادان مسلمان عصبیت میں اُن کی حمایت میں بحث

وجحت کرتے، جس پر یہاں اہلِ ایمان کی تادیب کی گئی ہے کہ یہ منافقین تو اللہ کے رسول اور مخلص مومنین کے مقابے میں اپنی ایک پارٹی بناتے ہیں، سرگوشیاں کرتے اور افواہیں پھیلاتے ہیں، اِن کی نادانی میں حمایت اور شِقاق ہرگز روا نہیں۔

إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ
اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا
مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ
تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ
فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ سَآءَتْ
مَصِيْرًا ﴿٩٧﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ
الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا
يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ
سَبِيْلًا ﴿٩٨﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ
يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا
﴿٩٩﴾ وَ مَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ
فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَ مَنْ
يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ
اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ﴿١٠٠﴾ وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ
فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ ۱۴۶
الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا
لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿١٠١﴾

ایسے لوگوں کو جو اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے۔ فرشتوں نے اُن کو وفات دیتے ہوئے یہ دریافت کیا کہ تم کس حال میں پڑے رہے ؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم تو اس ملک میں بالکل بے بس تھے۔ فرشتوں نے کہا، کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنّم ہے اور وہ کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے ○ رہے دارالکفر میں پھنسے وہ مرد، عورتیں اور بچّے جو بے بس ہیں اور نکلنے کی نہ تو کوئی سامنے تدبیر ہے اور نہ کوئی ذریعہ پاس ہے ○ ممکن ہے کہ اللہ انھیں معاف فرمادے، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر فرمانے والا ہے ○ جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں پناہ لینے کے لیے بڑے ٹھکانے اور قیام کے لیے بڑی کشادگی پائے گا، اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اُس کے رسُول کی طرف ہجرت کے لیے نکلا، پھر راستے ہی میں اُسے موت آگئی تو اُس کی ہجرت کا ثواب اللہ کے ذمّے واجب ہوگیا، اللہ بہت بخشش فرمانے والا اور رحیم ہے ○ ۱۴۶ اور جب تم لوگ سفر کے لیے نکلو تو اِس میں کوئی حرج نہیں کہ نمازیں مختصر کر لیا کرو، (خصوصاً) جب تمھیں اندیشہ ہو کہ کافر تمھیں ستائیں گے، اِس میں کیا شک ہے کہ کفار تمھارے کھلے دشمن ہیں ○

ایسے لوگوں کو جو ایمان قبول کرنے کے بعد دارالکفر میں پڑے رہے اور مدینے کی اسلامی سلطنت کی جانب سے دعوت کے باوجود اپنے گھر بار اور وطن کو چھوڑ کر نہیں نکلے، درحقیقت اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے۔ فرشتوں نے اُن کو وفات دیتے ہوئے یہ دریافت کیا کہ یہاں دارلکفر میں تم کس حال میں پڑے رہے؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم تو اس ملک میں بالکل بے بس تھے۔ فرشتوں نے کہا، کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ یہی وہ مسلمانوں سے دور دارالکفر میں عیش کرنے والے مسلمان ہیں جن کا ٹھکانا جہنّم ہے اور وہ کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ رہے دارالکفر میں پھنسے وہ مرد، عورتیں اور بچّے جو واقعی بے بس ہیں اور نکلنے کی نہ تو کوئی سامنے تدبیر ہے اور نہ کوئی ذریعہ پاس ہے؛ ممکن ہے کہ اللہ انھیں معاف فرمادے، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر فرمانے والا ہے۔ لوگوں کو جاننا چاہیے کہ جو اللہ کی راہ میں دین کے غلبے اور اپنے ایمان کو بچانے کے لیے ہجرت کرے گا وہ زمین میں پناہ لینے کے لیے بڑے ٹھکانے اور قیام کے لیے بڑی کشادگی پائے گا، اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اُس کے رسُول کی طرف ہجرت کے لیے نکلا، پھر راستے ہی میں اُسے موت آگئی تو اُس کی ہجرت مکمل ہوگئی اور اعلیٰ درجے کی کامل ہجرت کا ثواب اللہ کے ذمّے واجب ہو گیا، اللہ بہت بخشش فرمانے والا اور رحیم ہے۔ ۱۴۶ اور جب تم لوگ زمین پیمائی [سفر] کے لیے نکلو تو اِس امر میں کوئی حرج نہیں کہ اپنی چار رکعتی فرض نمازیں مختصر کرکے صرف دو رکعت پڑھ لیا کرو۔ خصوصاً جب خوف و خطر کے حالات میں جب تمھیں اندیشہ ہو کہ کافر تمھیں ستائیں گے، اِس میں کیا شک ہے کہ کفار تمھارے کھلے دشمن ہیں، اور دشمنی یہی تقاضا کرتی ہے۔

منافق اور مومن میں بنیادی فرق

مومن کے بالمقابل ایمان کے زبانی اقرار میں منافق اپنی چرب زبانی کی وجہ سے زیادہ تیزی دکھاتا ہے رہی دل میں ایمان کی کیفیت، تو وہ صرف اللہ ہی جانتا ہے، لیکن اعمال میں اُس کا اظہار ضرور ہوتا ہے، مگر گناہ اور کوتاہیاں تو مومن سے بھی سرزد ہو جاتی ہیں، بنیادی فرق منافق اور مومن میں یہ ہے کہ مومن گناہ کے بعد نادم ہوتا اور توبہ کرتا ہے، منافق خوش ہوتا اور گناہوں پر مداومت اختیار کرتا ہے

وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ
فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْٓا
اَسْلِحَتَهُمْ ۣ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا
مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۠ وَ لْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى
لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْا
حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ
اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً
وَّاحِدَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ
بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى
اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ خُذُوْا
حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ
عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿١٠٢﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمُ
الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ
عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ
فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿١٠٣﴾ وَ لَا
تَهِنُوْا فِى ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا
تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ
وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَ
كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٠٤﴾ اِنَّآ ١٥٦
اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ
بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَ لَا تَكُنْ
لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿١٠٥﴾

اور اے نبیؐ! جب تم خود مسلمانوں کی قیادت کر رہے ہو اور اُن کو نماز پڑھا رہے ہو تو ضروری ہے کہ وہ مسلح رہیں اور تمھارا ایک دستہ تمھاری حفاظت پر کھڑا ہو پھر جب وہ سجدہ کرلے تو ذمہ داری کو سنبھال لے اور دُوسرا دستہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے آکر تمھارے ساتھ شامل ہو جائے اور اپنے اسلحہ لیے رہے، کیوں کہ کفّار اِس تاک میں ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان کی طرف سے ذرا غافل ہو تو وہ تم پر یک بارگی ہلّہ بول دیں۔ البتہ اگر بارش کی وجہ سے یا بیمار ہو تو اسلحہ رکھ دینے میں بھی کوئی حرج نہیں، مگر پھر بھی چوکنّے رہو، یقین رکھو کہ اللہ نے دشمنانِ دین کے لیے رُسوا کن عذاب تیّار کر رکھا ہے ○ پس جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کو یاد کرتے رہو خواہ کھڑے ہو، بیٹھے ہو یا لیٹے ہو۔ اور جب حالت امن میں آجاؤ تو (پوری) نماز کامل اہتمام کے ساتھ ادا کرو۔ نماز اہل ایمان پر، بلاشبہ وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے ○ اِس قوم کے تعاقب میں ہر گز کمزوری نہ دکھانا۔ اگر تم زخم کھا رہے ہو تو وہ بھی زخم کھا چکے ہیں۔ اور تم تو اللہ سے اُس اجر و ثواب کے اُمیدوار ہو جس کے وہ اُمیدوار نہیں ہیں۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور وہ حکیم و دانا ہے ○ ۱۵۶ (اے پیغمبرؐ!) تمھاری طرف یہ کتاب ہم نے حق کے ساتھ اُتاری ہے تاکہ جو ہدایت اللہ نے تم کو دکھائی ہے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ تم خیانت کرنے والوں کے حمایتی نہ بن جانا ○

اور اے نبیؐ! جب ایسی کسی جنگ، جس میں تم خود مسلمانوں کی قیادت کر رہے ہو اور ایسا موقع آجائے کہ عین دورانِ جنگ اُن کے ایک گروپ کو نماز پڑھا رہے ہو تو ضروری ہے کہ وہ مسلح رہے اور تمھارا ایک چاق و چوبند مسلح دستہ تمھاری حفاظت پر کھڑا ہو پھر جب وہ سجدہ کر کے ایک رکعت کی تکمیل کر لے تو محاذ جنگ کو اور تمھاری حفاظت کی ذمہ داری کو سنبھال لے اور دُوسرا دستہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے آکر تمھارے ساتھ دوسری رکعت میں شامل ہو جائے اور دورانِ نماز بھی چوکنّا رہے اور اپنے اسلحہ لیے رہے، کیوں کہ کفّار اِس تاک میں ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان کی طرف سے ذرا غافل ہو تو وہ تم پر یک بارگی ہلّہ بول دیں۔ البتہ اگر بارش کی وجہ سے اسلحہ کو دورانِ نماز سنبھالنے میں تمھیں مشکل ہو یا اتنے بیمار ہو کہ نماز میں اسلحہ سنبھالنا مشکل ہو تو اسلحہ زمین پر رکھ دینے میں بھی کوئی حرج نہیں، مگر پھر بھی چوکنّے رہو، یقین رکھو کہ اللہ نے دشمنانِ دین کے لیے رُسواکن عذاب تیّار کر رکھا ہے۔ پس جب حالتِ جنگ میں تم اِس طور مختصر نماز ادا کر چکو تو اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو جانا، اُسے ہر لمحہ یاد کرتے رہو خواہ کھڑے ہو، بیٹھے ہو یا لیٹے ہو۔ اور جب حالت امن میں آجاؤ تو پابندی وقت کے ساتھ پوری نماز کامل اہتمام کے ساتھ ادا کرو، جیسا کہ ہم نے تمھیں اپنے رسولؐ کے ذریعے سکھائی ہے۔ جنگ میں تو اوقات کا لحاظ ذرا مشکل ہو جاتا ہے نماز اہل ایمان پر، بلاشبہ وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔ اِس دشمنِ دین و ایمان قوم کے تعاقب میں ہر گز کمزوری نہ دکھانا۔ اگر تم تکلیف اُٹھا رہے اور زخم کھا رہے ہو تو کیا ہوا تمھاری طرح وہ بھی تکلیف اُٹھا رہے اور زخم کھا چکے ہیں۔ اور تم تو اللہ سے اُس اجر و ثواب کے اُمیدوار ہو جس کے وہ اُمیدوار نہیں ہیں۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور وہ حکیم و دانا ہے۔ ۱۵۶ اے پیغمبرؐ! تمھاری یہ شان ہے کہ تم اِس زمین پر اللہ کے آخری نبی ہو اور تمھاری طرف یہ کتاب ہم نے حق کے ساتھ اُتاری ہے تاکہ جو روشنی یا راہِ ہدایت اللہ نے تم کو دکھائی ہے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ تم چرب زبان خیانت کرنے والوں کے انجانے میں حمایتی نہ بن جانا، مبادا کہ لوگوں کی پیش کردہ جھوٹی گواہیوں کے باعث کوئی فیصلہ کتاب و نبوت کے خلاف کسی مہم کا پیش خیمہ بن جائے۔

وَّ اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ۚ﴿۱۰۶﴾ وَ لَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ
يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۚ﴿۱۰۷﴾
يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا يَسْتَخْفُوْنَ
مِنَ اللّٰهِ وَ هُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا
يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا
يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ
جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۟ق
فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَ
مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ
يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا
﴿۱۱۰﴾ وَ مَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا
يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا
حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَ مَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓـَٔةً
اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ
احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۚ﴿۱۱۲﴾ وَ
١٦٤ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَ رَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ
طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَ مَا
يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَضُرُّوْنَكَ
مِنْ شَيْءٍ ؕ

اور اللہ سے در گزر کی درخواست کرو، وہ بڑا در گزر فرمانے
والا اور رحیم ہے۔ جو لوگ خود اپنی جان سے بے وفائی
کریں تم اُن کی حمایت میں ہر گز نہ بولنا۔ اللہ کسی ایسے آدمی
کو پسند نہیں کرتا جو خیانت کار، گناہوں پر شیر ہو یہ لوگ
بندوں سے تو چھپ سکتے ہیں مگر اللہ سے نہیں چھپ سکتے،
وہ تو اُس وقت بھی اُن کے ساتھ ہوتا ہے جب یہ راتوں کی
تنہائی میں ناپسندیدہ سرگوشیوں میں مشغول ہوتے ہیں۔ اِن
کے سارے اعمال اللہ کی نگرانی کے احاطے میں ہیں ○
ہاں! تم لوگوں نے اِن کے لیے دنیا کی زندگی میں تو بڑی
طرف داری اور حجت کرلی، مگر قیامت کے روز ان کی
طرف سے اللہ سے کون جھگڑے گا اور کون اِن کا
کارساز ہوگا ○ اگر کوئی شخص غلط کام کر بیٹھے یا اپنی جان پر
ظلم ڈھالے پھر اللہ سے معافی کی درخواست کرے تو اللہ کو
بہت ہی زیادہ معاف کرنے والا اور رحیم پائے گا ○ مگر جو
گناہ کے کام کیے جاتے ہیں تو اُن کی یہ کمائی انھی کے لیے
وبالِ جان ہوگی، اللہ سب باتوں کو جاننے والا اور دانائی
والا ہے ○ پھر جس نے کوئی خطا کی یا گناہ کیا پھر اُس کا الزام
کسی بے گناہ پر تھوپ دیا تو اس نے تو بڑے بہتان اور صریح
گناہ کا وبال اپنے سر لے لیا ○ ١٦٤ اے نبیؐ! اگر اللہ کا فضل
اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو ایک فریق نے تمھیں غلط
فیصلے کی جانب لے جانے کی پوری کوشش کر ہی لی تھی۔
حالاں کہ وہ خود اپنے علاوہ اور کسی کو گم راہ نہیں کر رہے
تھے۔ اور تمھارا کوئی نقصان نہیں کر سکتے۔

اور اللہ سے در گزر کی درخواست کرو، وہ بڑا در گزر فرمانے والا اور رحیم ہے۔ جو لوگ (منافقین) جانتے بوجھتے اللہ کے رسول کے سامنے جھوٹ بولیں، جھوٹ کی وکالت کریں اور یہ احساس نہ کریں کہ اللہ اپنے رسول پر اُن کی پول کھول دے گا، اس بات کا آئینہ دار ہے کہ وہ لوگ رسالت پر ویسا یقین نہیں رکھتے جیسا کہ اُس کا حق ہے، ایسی حرکت تو اپنی جان کو جہنم میں گرانے کے مترادف ہے، پس جو لوگ خود اپنی جان سے بے وفائی کریں تم اُن کی حمایت میں ہر گز نہ بولنا۔ اللہ کسی ایسے بے وفا آدمی کو پسند نہیں کرتا جو خیانت کار، گناہوں پر شیر ہو۔ باتیں بنا کر یہ منافق لوگ بندوں سے تو چھپ سکتے ہیں مگر اللہ سے نہیں چھپ سکتے، کیوں کہ وہ تو اُس وقت بھی اُن کے ساتھ ہوتا ہے جب یہ راتوں کی تنہائی اور تاریکی میں ناپسندیدہ سرگوشیوں اور دینِ حق کے خلاف سازشوں میں مشغول ہوتے ہیں۔ اِن کے سارے اعمال اللہ کی نگرانی کے احاطے میں ہیں۔ ہاں! اے نادانو، تم لوگوں نے اپنے درمیان منافقوں کی بات پر یقین کر کے اِن مجرموں کے لیے دنیا کی زندگی میں تو بڑی طرف داری اور حجت کر لی، مگر قیامت کے روز ان کی طرف سے اللہ سے کون جھگڑے گا اور کون اِن کا کارساز ہو گا؟

اگر کوئی شخص غلط کام کر بیٹھے یا یوں کہو کہ اپنی جان پر ظلم ڈھالے پھر اللہ کی رحمت پر بھروسہ کرے، مایوس نہ ہو اور اللہ سے معافی کی درخواست کرے تو اللہ کو بہت ہی زیادہ معاف کرنے والا اور رحیم پائے گا۔ مگر جو بے شرمی، ڈھٹائی اور اصرار کے ساتھ گناہ کے کام کیے جاتے ہیں تو اُن کی یہ کمائی انھی کے لیے وبال جان ہو گی، اللہ کو سب باتوں کی خبر ہے اور وہ جاننے والا اور اتنا دانائی والا ہے کہ اُن کی ڈھیل اور مہلت کی مدت کو بخوبی جانتا ہے۔ پھر جس نے کوئی خطا کی یا گناہ کیا پھر اُس کا الزام کسی بے گناہ پر تھوپ دیا تو اس نے تو بڑے بہتان اور صریح گناہ کا وبال اپنے سر لے لیا**۔ ١١٦ اے نبیؐ! اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو مقدمے کے دو فریقوں میں سے ایک فریق نے، جو جھوٹ کی پیروی کر رہا تھا تمھیں غلط فیصلے کی جانب میں لے جانے کی پوری کوشش کر ہی لی تھی جتنی کہ وہ کر سکتے تھے۔ حالاں کہ وہ خود اپنے علاوہ اور کسی کو گم راہ نہیں کر رہے تھے۔ اور جان لو کہ تمھارا کوئی نقصان نہیں کر سکتے۔

سرگوشیاں اور خفیہ مشاورتیں

نجویٰ کے معنی سرگوشی اور رازداری کے انداز میں بات کرنے کے ہیں۔ اس میں بجائے خود کوئی برائی نہیں ہے۔ کیوں کہ بسا اوقات اس کی ضرورت ہوتی ہے اور ایسے موقع پر رازداری نہ برتنا فساد و شر کا باعث ہوتی، غزوہ خندق کے موقع پر جو وفد بنو قریظہ سے بات کرنے گیا تھا اُسے ہدایت تھی کہ اگر خطرے والی بات ہو تو

واپسی میں رسول اللہ ﷺ کو رازداری سے معاملہ کو بتایا جائے۔ اگر بات نیکی کے فروغ کی ہے تو وہ نجویٰ، نجوائے خیر ہوتا ہے اہلِ ایمان کے درمیان منافقین کی سرگوشیاں ہمیشہ شیطانی ہی ہوتی ہیں۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى......

يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ کا مطلب ہے رسول کے مقابلے میں اپنی ایک پارٹی کھڑی کرنا۔اِس منافقت کے علم برداروں کا پہلا کام ایوانِ اقتدار میں اپنی لابی بنانا، سرگوشیاں کرنا اور پکڑے جانے پر دوسروں پر الزام دھرنا اور خود مومنین کواُن کی غیر اطمنانی پر موردِ الزام ٹھہرانا ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہی میں اللہ کی اتباع ہے۔ رسولؐ جس ہدایت اور طریقِ زندگی کے داعی ہیں یہ اللہ ہی کی جانب سے ہے۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ رسول کی مخالفت کرکے اور مخلص و جاں نثار مومنین کے طریقے (اجماع المسلمین) کو چھوڑ کر کوئی اور طریقہ اختیار کرنا بغاوت ہے جیسا کہ اِس جملے کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اہل ایمان کے راستہ سے ہٹ کر کوئی راہ نکالنے کی کوشش کریں گے اللہ ان کو اسی راہ پر چلادے گا جس پر وہ جانا چاہتے ہیں، اور اس راہ کو اختیار کرنے والا سیدھا جہنم میں پہنچ جائے گا یعنی اللہ زبردستی کسی پر ہدایت کو مسلط نہیں کرتا!

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ ﴿۱۱۶﴾

تمام انبیاء کی دعوت، تمام الہامی کتابوں کی ہدایت کا جوہر، ہر خیر کا منبع توحید ہے یعنی اللہ کی ذات، صفات اور اس کے حقوق میں کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا، جب کہ ابلیس کی، شیطان کی تمام کوششوں کا حاصل اور ہر طرح کے شر و فساد کا منبع توحید کی ضد یعنی شرک ہے۔ اللہ کو وحدہ لاشریك له مانتے ہوئے، توحید پر اور اُس کے مقتضیات پر قائم رہتے ہوئے انسان اگر کوئی غلطی کرتا، گناہ میں ملوث ہوتا یا ٹھوکر کھاتا ہے تو وہ غلبۂ نفس و جذبات سے اتفاقی حادثہ ہوتا ہے، اُس پر اصرار اور مداومت نہیں ہوتی، اللہ اپنے خطاکار بندے پر اُس کی توبہ کو قبول کرکے پہلے سے زیادہ مہربان ہو جاتا ہے، یہ اللہ اور مومن و موحد بندے کے درمیان ایک عہد ہے۔اِس کے برخلاف شرک پر قایم رہتے ہوئے انسان سے اگر کسی سے نیکی کا صدور ہوتا ہے جیسے بیوی بچوں کی کفالت یا پڑوسیوں کے ساتھ نیکی یا کاروبار میں دیانت داری وغیرہ وغیرہ، تو یہ اُس کی ضرورت، جذبات کا داعیہ، ریاکاری یا محض ایک اتفاقی حادثہ ہوتی ہے، اخلاص اور دوام کے ساتھ للہ فی اللہ نہیں ہوتی۔ مومن اللہ سے توحید پر ایمان کے ذریعے جڑتا ہے اور بیش از بیش نیکیوں کی اور گناہوں پر توبہ کی توفیق اور نتیجتاً معافی پاتا ہے جب

کہ مشرک، اللہ سے کٹ جانے پر زندگی کی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر شیطان کو بٹھا دیتا ہے اس وجہ سے وہ ہر لحظہ راہِ ہدایت، صراطِ مستقیم اور جمیع المومنین کی راہ سے تیز رفتاری سے دور سے دور ہوتا جاتا ہے کہ اس کے لیے اللہ کی طرف لوٹنے کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہ جاتا تا آنکہ وہ شرک سے توبہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے دربار میں شرک کی معافی کا کوئی امکان ہی نہیں ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ﴿۱۱۶﴾ یہاں یہ شرک کا ذکر ان منافقین کے حوالے سے ہوا ہے جو رسول کی لائی ہوئی اور بتائی ہوئی شریعت کے اتباع اور طریقۂ اہل ایمان کی مخالفت کر رہے تھے۔ اللہ کی شریعت اور اس کے قانون کے ہوتے ہوئے کسی اور کے قانون و شریعت کی پیروی کی جائے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ جو حق اللہ کا ہے اس میں دوسرے کو شریک کر دیا گیا ہے۔ آج توحید کے بڑے بڑے علم برداروں کو فروعی مسائل میں نادانوں پر شرک اور مشرک کی تہمت لگا کر خارج از ملت قرار دینا تو بصد شوق آتا ہے لیکن اللہ کی شریعت کے مقابلے میں شیطان کی شریعت جو اقوام متحدہ کے چارٹرز کے ذریعے انسانی آزادی، عورتوں اور بچوں کے اور اقلیتوں کے حقوق کے نام پر ساری مسلم دنیا پر مسلم ممالک کی منافق حکومتوں کے ذریعے ہمارے سماجی، عائلی، معاشی، تعلیمی، عدالتی اور معاشرتی دائروں میں بالجبر نافذ کی جا رہی ہے اُس کا ادراک تک نہیں ہے۔

جو کلمہ گو، اللہ سے اور اُس کی شریعت سے باغی ہیں صرف منافق ہی نہیں شرک میں ملوث اور شیطان کے بندے ہیں

شرک اپنی ہر شکل میں جہاں بھی نظر آتا ہے اس کے پیچھے شیطان ہی کھڑا ہوتا ہے اور اس اعتبار سے ہر وہ دعا اور التجا اور ہر وہ عبادت و اطاعت، نذر و نیاز، مزاروں کے چکر و طواف، دیگیں اور دستر خوان، جو کسی غیر اللہ سے یا کسی غیر اللہ کے لیے کی جا رہی ہیں اور کافرانہ قوانین کے آرڈی ننس اور پارلیمنٹس کے فرمان اور نصاب ہائے تعلیم جو بنوائے جا رہے اور جاری کیے جا رہے ہیں بالواسطہ ان سب مراسم عبادات اور حرکتوں کی پشت پر کھڑے شرک کے علم بردار شیطانِ لعین کی 'بارگاہ' ہے، یہ ساری ریاضتیں اور کوششیں اُسی ایک ابلیس لعین کے لیے اور خالصتاً اُس کی خوشی اور رضامندی ہی کے لیے ہوتی ہیں۔ چناں چہ منافقین کی سرگوشیوں سے ہوتی ہوئی بات رسول سے اور امت کے ضمیر سے سرکشی پر، اور اس کے شرک ہونے پر اور شرک کی شناعت سے شرک کے ناقابل معافی ہونے اور پھر امامِ شرک شیطان کو معبود بنانے اور اُس کے لعین ہونے پر ختم ہوتی ہے وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا﴿۱۱۶﴾ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا﴿۱۱۷﴾ یاد رہے کہ شیطان دیوتاؤں کے مقابلے میں دیویوں کو زیادہ آگے کرتا ہے، فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں اور مزاروں پر مجاوروں کو اللہ کی بیٹیاں بنا کر چوڑیاں پہنواتا ہے۔

وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ
الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ
تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ
عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ
نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ
مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَ
مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ
اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا
﴿۱۱۴﴾ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ
بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ
غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى
وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا
۱۷۶ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ
بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ
يَّشَآءُ ؕ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ
ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنْ
يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَ اِنْ
يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾
لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ
عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّ
لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ
فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ

اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور تم کو وہ کچھ بتایا جو تمھیں معلوم نہ تھا، تم پر اللہ کا بڑا بھاری فضل ہے ○ ان کی اکثر سرگوشیوں اور خفیہ مشاورتوں میں کوئی خیر نہیں ہوتی۔ سرگوشیوں اور تخلیے کی باتوں میں اگر کوئی صدقہ و خیرات یا نیکی کی تلقین ہو یا لوگوں کے جھگڑوں اور عداوت کو ختم کرانے اور اصلاح کرنے کے لیے کچھ کہے تو یہ بھلی بات ہے، اور جو کوئی اللہ کی رضا کی طلب میں ایسا کرے گا اسے ہم اجر عظیم عطا کریں گے ○ مگر ایسا شخص جس پر راہ راست واضح ہو چکی ہو پھر بھی وہ رسول کی مخالفت میں کھڑا ہو اور اہل ایمان کے راستے کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چلے، تو اس کو ہم اسی کی پسندیدہ روش پر ہی چلائیں گے اور اُسے جہنم میں جھونکیں گے جو بد ترین منزل ہے ○ ۱۷۶

بے شک اللہ کے یہاں اس بات کی بخشش ہے ہی نہیں کہ اُس کا شریک ٹھہرایا جائے، اِس کے علاوہ ساری خطائیں معاف ہو سکتی ہیں، جنھیں وہ معاف کرنا چاہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ تو گمراہی میں بہت دور نکل گیا ○ وہ اللہ کو چھوڑ کر صنفِ نازک سے تعلق رکھنے والی دیویوں کو اپنی حاجت برآری کے لیے پکارتے ہیں۔ وہ اس باغی شیطان کو معبود بناتے ہیں جس کو اللہ نے لعنت زدہ کیا ہے ○ جس نے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں سے ایک معین حصہ ہتھیا کر رہوں گا ○ میں انھیں بہکا کر رہوں گا، میں انھیں آرزوؤں میں اُلجھاؤں گا، میں انھیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے جانوروں کے کان چیریں گے۔

اے نبیؐ! اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور تم کو اِس مقدمے کی حقیقت کے بارے میں وہ کچھ بتایا جو تمھیں معلوم نہ تھا، اور حقیقت یہ ہے کہ تم پر اللہ کا بڑا بھاری فضل ہے۔

ان منافقین کی اکثر سر گوشیوں اور خفیہ مشاورتوں میں کوئی خیر نہیں ہوتی۔ سر گوشیوں اور تخلیے کی باتوں میں اگر کوئی نام و نمود اور نظروں سے بچ کر صدقہ و خیرات یا نیکی کی تلقین ہو یا لوگوں کے جھگڑوں اور عداوت کو ختم کرانے اور اصلاح کرنے کے لیے کچھ کہے تو یہ بلاشبہ حکیمانہ طریقہ اور بھلی بات ہے، اور جو کوئی اللہ کی رضا کی طلب میں ایسی پوشیدہ باتیں کرے گا اسے ہم اجرِ عظیم عطا کریں گے۔

مگر ایسا شخص جس پر راہ راست واضح ہو چکی ہو پھر بھی وہ اللہ کے رسول کی مخالفت میں خم ٹھوک کر کھڑا ہو اور رسولؐ کے جاں نثار اہل ایمان ساتھیوں کے راستے کو چھوڑ کر کسی اور ناپسندیدہ، گستاخانہ اور باغیانہ روش پر چلے، تو اس کو ہم اسی کے پسندیدہ راستے پر ہی چلائیں گے اور اُسے جہنم میں جھونکیں گے جو کسی کی زندگی کی کمائی کی بدترین منزل ہے۔ ع۱۷ رسولؐ سے اختلاف اور اُس کی بے چون وچرا اطاعت سے اعراض کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کو اپنا الٰہ بنالے اور گمراہی میں بہت دور نکل جائے۔ بے شک اللہ کے یہاں اس بات کی بخشش ہے ہی نہیں کہ اُس کا شریک ٹھہرایا جائے، اس گناہِ عظیم کے علاوہ ساری خطائیں، خواہ اُن سے زمین و آسمان بھر جائیں معاف ہو سکتی ہیں، جنھیں وہ معاف کرنا چاہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ تو گمراہی میں بہت دور نکل گیا۔ وہ اللہ کو چھوڑ کر صنفِ نازک سے تعلق رکھنے والی دیویوں کو اپنی حاجت برآری کے لیے پکارتے ہیں۔ وہ اس باغی شیطان کو معبود بناتے ہیں جس کو اللہ نے لعنت زدہ کیا ہے۔ وہ اس شیطان کی اطاعت کر رہے ہیں جس نے اللہ سے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں سے اپنی بندگی کے لیے ایک معین حصہ ہتھیا کر رہوں گا، میں انھیں بہکا کر رہوں گا، میں انھیں آرزوؤں میں اُلجھاؤں گا، میں انھیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے جانوروں کے کان چیریں گے۔

جیسا کہ اوپر کی آیات میں گزرا کہ شیطان کا اللہ تعالیٰ کو چیلنج یہ تھا کہ وہ انسانوں کو گم راہ کرتا ہی رہے گا اور اُس کو جو انسانی نفسیات اور ساخت کا علم تھا اُس کی بنیاد پر اُس نے اپنے رب کو یہ بھی بتا دیا کہ اُس کا طریقۂ واردات کیا ہوگا۔

اُس کا کہنا تھا: اکہ وہ انسانوں کو بہر طور گم راہ کر کے رہے گا [وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ]، اور اس مقصد کے لیے انھیں آرزوؤں میں الجھائے گا۔ اِس دنیا میں انسانی زندگی بڑی محدود مدت کے لیے ہے [باقی صفحہ ۳۵۹ پر]

وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَ
مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ؕ﴿۱۱۹﴾
يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيْهِمْ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ
الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ
مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَ لَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا
مَحِيْصًا﴿۱۲۱﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ
وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ
قِيْلًا﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَ لَاۤ
اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا
يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَ لَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا﴿۱۲۳﴾ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ
الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ
فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ
نَقِيْرًا﴿۱۲۴﴾ وَ مَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ
اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ وَّ اتَّبَعَ
مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ
اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا﴿۱۲۵﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا﴿۱۲۶﴾ ۱۸۶

اور میں انھیں سکھاؤں گا اور وہ میری تعمیل میں اللہ کی بنائی ہوئی ساخت کو بگاڑیں گے۔ (سنو!) جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق و سرپرست بنائے گا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا○ وہ لوگوں سے وعدے کرتا ہے اور انھیں اُمیدیں دلاتا ہے۔ مگر شیطان کے سارے وعدے سِوائے فریب کے کچھ نہیں ہیں○ اِن لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے جس سے وہ چھٹکارے کی کوئی صورت نہ پائیں گے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے، جلد ہی ہم انھیں ایسی جنتوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے چشمے جاری ہوں گے اور وہ اُن میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنی بات میں سچا ہو سکتا ہے○

نتیجہ نہ تمھاری چاہتوں پر برآمد ہونا ہے نہ اہلِ کتاب کی آرزوؤں پر، جو بھی بُرائی کرے گا اس کی سزا پائے گا اور اللہ کے مقابلہ میں اپنے لیے کوئی کارساز و مددگار نہ پاسکے گا○ اور جو نیکیوں میں زندگی گزارے گا، خواہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ ایمان والا ہو، تو ایسے ہی لوگ جنّت میں ٹھہرائے جائیں گے اور ان کی ذرّہ برابر بھی حق تلفی نہ ہوگی○ بااعتبارِ دین [یعنی زندگی کے طور طریقوں میں] اس شخص کے مقابلے میں کون بہتر ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا اور اعلیٰ ترین معیار کو اپنایا۔ اور یکسو ہو جانے والے ابراہیمؑ کے طریقے کی پیروی کی ، جسے اللہ نے اپنا دوست بنالیا تھا○ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ کی ملکیت ہے اور اللہ کائنات کے تمام امور کا احاطہ کیے ہوئے ہے○۱۸۶

اور میں انھیں سکھاؤں گا اور وہ میری تعمیل میں اللہ کی بنائی ہوئی ساخت کو بگاڑیں گے۔ سنو! جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق و سرپرست بنائے گا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔ وہ لوگوں سے جھوٹی کامیابیوں کے وعدے کرتا ہے اور انھیں پر فریب اُمیدیں دلاتا ہے۔ مگر شیطان کی ساری لچھے دار باتیں اور اُس کے سارے وعدے سِوائے سراسر دھوکے اور فریب کے کچھ نہیں ہیں۔ اِن شیطان کے پیروکار لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے جس سے وہ چھٹکارے کی کوئی صورت نہ پائیں گے۔ اِن نامراد لوگوں کے برعکس، وہ لوگ جو اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے اور نیک عمل کیے، تو جلد ہی ہم انھیں ایسی جنتوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے چشمے جاری ہوں گے اور وہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنی بات میں سچا ہو سکتا ہے۔

لوگو سنو! زندگی کا نتیجہ، نہ تمھاری چاہتوں پر برآمد ہونا ہے نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر، کانٹے کی بات یہ ہے کہ جو بھی بُرائی کرے گا اس کی سزا پائے گا اور اُس سے بچنے کے لیے اللہ کے مقابلہ میں اپنے لیے کوئی کارساز و مددگار نہ پاسکے گا۔ اور جو نیکیوں میں زندگی گزارے گا، خواہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ ایمان والا ہو، تو ایسے ہی لوگ

جنّت میں ٹھہرائے جائیں گے اور ان کی ذرّہ برابر بھی حق تلفی نہ ہو گی۔ باعتبارِ دین [زندگی کے طور طریقوں میں] اس شخص کے مقابلے میں کون بہتر ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا اور زندگی کے ہر معاملے میں نیکی و ایثار کے لحاظ سے اعلیٰ ترین معیار کو اپنایا۔ اور باطل سے منہ موڑ کر اللہ کے لیے یکسو ہو جانے والے ابراہیمؑ کے طریقے کی پیروی کی (Followed Ibrahim as role model of his/her life)، جسے اللہ نے اپنا دوست بنا لیا تھا۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ کی ملکیت ہے اور اللہ کائنات کے تمام امور کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ ۱۸۶

[صفحہ ۳۵۷ سے آگے] اُس کی حقیقی ضروریات بہت محدود ہیں، پیٹ بھرنے کے لیے کھانا، پہننے اور سردی گرمی سے بچنے کے لیے لباس اور موسموں کی شدت سے سر چھپانے کے لیے جگہ۔ لیکن ہر معاملے میں بہتر سے بہتر کی آرزو میں وہ کھانا جو دس بیس سِکّوں سے مل سکتا ہے، اُس کے لیے ہزاروں اور لاکھوں خرچ کر کے بھی وہ مطمئن نہیں ہو پاتا۔ یہی معاملہ لباس اور رہنے کے مکان کا ہے۔ پھر بات یہاں ختم نہیں ہوتی وہ اپنی اولاد کے لیے اور اپنے پیچھے چھوڑ جانے کے لیے آرزوؤں میں مبتلا رہتا ہے۔ وہ اپنی قوم اور اپنے گروہی مفادات کے لیے آرزوؤں میں مبتلا رہتا ہے، مرتے دم تک اُس کی آرزوئیں اور امیدیں کم نہیں ہوتی ہیں، وہ اپنے نام کے یاد رکھے جانے کے لیے کہ جس سے اُس کو کوئی فایدہ نہیں محض ایک خیالی تسکین کا احساس ہے اور

وہ تسکین بھی اُس وقت تک ہے جب تک سانس آرہی اور جارہی ہے، بس وہ انھی آرزوؤں اور امیدوں کے ساتھ ساری زندگی بسر کردیتا ہے۔اِس کے مقابلے میں اُس کے لیے صحیح روّیہ یہ ہے کہ وہ اپنے خالق کو پہچانے اور دنیا کی اس زندگی کے بعد آخرت میں اُس کے حضور حاضر ہونے کی تیاری کرے کہ اگر وہ اپنی آرزوؤں کے چکر میں اللہ سے سرکشی سے باز نہ آیا تو وہ اللہ کی پکڑ سے ہر گز بچ نہ سکے گا اور اگر اپنے خالق کی مرضی کے مطابق چلا اور شیطان کے چکر میں نہ آیا تو ہیشگی کا عیش و آرام پائے گا، یہ اللہ کا وعدہ ہے، اور اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

☆☆☆☆☆

منافقین کی دورِ نبوت میں مجبوری تھی کہ نماز میں آنا پڑتا تھا۔ مدینے میں نماز میں نہ شامل ہونا کافر ہونے کا اعلان تھا۔ کٹّر منافقوں کو بھی اُس زمانہ میں پانچوں وقت مسجد کی حاضری ضرور دینا پڑتی تھی۔آج کے دور میں منافقین کو نماز پڑھنے کی زحمت بھی نہیں کرنی پڑتی۔ فی زمانہ اگر مسلمان نام کی امت کی حکومتوں کے ایوانوں میں، بازاروں میں، ہوٹلوں میں، عدالتوں میں، شادی بیاہ کی تقریبات میں کلمہ گو امت کو قرآن کے بتائے ہوئے معیار پر جانچا جائے تو ۹۵ فی صد آبادی منافق ثابت ہوگی، ہر چند کہ ہم انھیں کہہ نہیں سکتے، دورِ نبوت میں منافقین کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے روّیے سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ انھیں منافق نہ پکارا جائے بلکہ حد درجے محنت سے اُن کی اصلاح کرنے کی کوشش کی جائے، لیکن اُن سے دلی دوستی اور اُن کی محفلوں میں غیر ضروری شرکت سے اجتناب کیا جائے، خصوصاً جب وہ اللہ اور آخرت میں حاضری سے بے خوف ہو کر فضول باتیں کررہے ہوں۔

اللہ کے دین کو سربلند کرنے والے مخلص مومنین کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی فراست سے اُن کے طرقہ واردات سے آگاہ رہیں اور اُنھیں اپنا رازدار نہ بنائے!